﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد23 — جمعۃ المبارک29اپریل 2016ء — 21رجب 1437 ہجری قمری — 29رشہادت 1395 ہجری شمسی — شمارہ18

مالی قربانی

حضرت کعب بن مالکؓ کی توبہ قبول ہوئی توانہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اس خوشی میں اپنے سارے مال سے دستبردار ہوکر اسے اللہ اوراس کے رسول کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔آپؐ نے فرمایا کچھ اپنے لئے بھی رکھ لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔اس پرانہوں نے کہا کہ مَیں خیبر کی زمین اپنے لئے رکھ لیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا صدقۃ الا عن ظھر غنی)

ان (مقربین الٰہی) کی مثال عبداللطیف کی مثال کی طرح ہے۔وہ میری جماعت کے ایک فرد تھے۔ان کا تعلق سرزمین کابل سے تھا۔ وہ اپنی قوم کے لیڈر، سردار، ان سب سے اعلیٰ، سب سے زیادہ عالم، متقی، دلیر تھا اور وہ سیادت میں ان میں اوّل درجہ پر تھا اور وہ ان سب میں درخشندہ وجود تھا۔اس نے یہ ایمان دکھایا جبکہ انہوں نے اسے سنگسار کرنے کی دھمکی دی تا وہ حق کو چھوڑ دے لیکن اس نے موت کو ترجیح دی اور رحمان کو راضی کرلیا۔وہ امیر کے حکم پر سنگسار کردیا گیا اور اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔ بلاشبہ اس میں رشک کرنے والوں کے لئے ایک نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔

’’ان (مقربین الٰہی) کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی نفسانیت سے ایسے باہر نکل آتے ہیں جیسے سانپ اپنی کینچلی سے نکلتے ہیں۔ان کی (خواہشات کی) آگ بھڑکنے کے بعد بجھ جاتی ہے۔بعدازاں ان کے اندر نئی پاک خواہشیں جنم لیتی ہیں اوران کے نفوس مطمئنہ جس چیز کی بھی خواہش کریں وہ ان کے لئے تیارکردی جاتی ہے۔نیز قحط سالی کے زمانے میں ان کے لئے روحانی دعوتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے تو وہ اسے نہ صرف کھاتے بلکہ خوب چبا چبا کر کھاتے ہیں۔وہ نیکیوں کو ایسے جمع کرتے ہیں جیسے ہر سال بچے جننے والی عورت۔اور وہ ناقص باتوں سے مجتنب رہتے ہیں اور (ان کے) قریب بھی نہیں پھٹکتے۔وہ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف جاتے ہیں اور وہ اپنے نفس کو سیاہ نہیں رہنے دیتے بلکہ انہیں سفید کرتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ کلمۂ حق اور اپنے زمانے کے امام کا انکار نہیں کرتے خواہ انہیں آگ میں ڈال دیا جائے۔وہ اپنا ایمان ضائع نہیں کرتے خواہ انہیں صیقل شدہ تلواروں سے قتل کردیا جائے یا سنگسار کردیا جائے اوران کا صدق فرشتوں کو تعجب میں ڈالتا ہے اور آسمان میں ان کی تعریف کی جاتی ہے۔وہ ایسے لوگ ہیں جو ہر بہادر پر سبقت لے جاتے ہیں اور کمزور اور بزدل کی طرح نہیں۔انہوں نے اپنے وجود کے محل کو اس محبوب کی خاطر جسے وہ مقدم رکھتے ہیں منہدم کردیا ہے۔اللہ اوراس کے فرشتے ان پر درود بھیجتے ہیں اور تمام صلحاء وابدال بھی۔انہوں نے جو بھی عہد کیا اُسے سچ کردکھایا۔اور انہوں نے رضائے الٰہی کی خاطر اپنی جانیں قربان کردیں۔پس ایمان تو یہ ایمان ہے۔پس مبارک ہواُن لوگوں کو جو اس ایمان سے مُتّصف ہوں۔

ان (مقربین الٰہی) کی مثال عبداللطیف کی مثال کی طرح ہے۔وہ میری جماعت کے ایک فرد تھے۔ان کا تعلق سرزمین کابل سے تھا۔وہ اپنی قوم کے لیڈر، سردار، ان سب سے اعلیٰ، سب سے زیادہ عالم، متقی، دلیر تھا اور وہ سیادت میں ان میں اوّل درجہ پر تھا اور وہ ان سب میں درخشندہ وجود تھا۔اس نے یہ ایمان دکھایا جبکہ انہوں نے اسے سنگسار کرنے کی دھمکی دی تا وہ حق کو چھوڑ دے لیکن اس نے موت کو ترجیح دی اور رحمان کو راضی کرلیا۔وہ امیر کے حکم پر سنگسار کردیا گیا اور اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔بلاشبہ اس میں رشک کرنے والوں کے لئے ایک نہایت اعلیٰ نمونہ ہے۔

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں تم انہیں مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔اللہ کے حضور وہ رزق دیئے جاتے ہیں اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ایک لمبے عرصہ تک رہے گا۔اللہ اس پر ناراض ہوگا اوراس پر لعنت کرے گا اوراس نے اس کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے اور ظالموں کو یہ جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح انہیں زیروزبر کردیا جائے گا۔آسمان اس شہید (کی شہادت) پر رویا اوراس کے لئے اس نے نشان ظاہر کئے اور آسمانوں کے خالق اللہ کے نزدیک یہی مقدر تھا کہ ایسا ہی ہو۔جیسا کہ آپ براہین احمدیہ میں پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں کہ میرے ربّ نے اس معاملہ کے متعلق اپنی واضح وحی میں مجھے پہلے ہی سے بتادیا تھا۔عین ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ کیونکہ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔جب شہید مرحوم اس دارِفانی سے رحلت فرما گیا اوراس نے اپنی روح دل کی خوشی اور رضا کے ساتھ اپنے ربّ کے سپرد کردی تو ابھی ظالموں نے صبح بھی نہیں کی تھی اور وہ ابھی سو ہی رہے تھے کہ آسمانی عذاب میں مبتلا ہوگئے اور وہ کابل کی سرزمین سے بھاگنے لگے۔پھر وہ جہاں بھی تھے الٰہی گرفت میں آ گئے۔بھلا یہ فاسق بھاگ کر کہاں جاسکتے تھے۔ بلاشبہ اس واقعہ میں (خدا سے) ڈرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین مع علامات المقرّبین۔(مع اردو ترجمہ) صفحہ 76 تا79)

تربیتِ اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قیادت تربیت انصار اللہ پاکستان نے ''تربیتِ اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں'' کے عنوان سے ایک مختصر مگر جامع رسالہ مرتب کیا ہے۔ ہر انسان اپنی اولاد کی بہترین تربیت کی دلی خواہش رکھتا ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر انسان کی یہ خواہش پوری نہیں ہوتی۔ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات پر کما حقہ عمل نہیں کیا جاتا۔ جبکہ ایسا ہر ارشاد اور رہنمائی چمنستانِ تربیت کا ایک سدا بہار پھول ہے۔ تربیت اولاد سے متعلق انہی خوشنما پھولوں کو مختلف جگہوں سے اکٹھا کر کے خصوصاً انصار کے لئے جو سربراہِ خاندان بھی ہوتے ہیں ایک گلدستہ کی شکل دی گئی ہے۔ لیکن اس رسالہ سے نہ صرف انصار بلکہ تمام والدین اور ہر احمدی کو فائدہ اٹھانا چاہئے تا کہ ہر احمدی گھرانہ اس کی خوشبو سے معطّر ہو جائے۔

مجلس انصار اللہ پاکستان کے شکریہ کے ساتھ ہم ذیل میں اس رسالہ سے بعض اقتباسات ہدیہء قارئین کر رہے ہیں۔ امید ہے احباب اس سے استفادہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

(مدیر)

تربیتِ اولاد کی اہمیت

اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کی توفیق

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا (التحریم آیت 7) کہ اے ایمان لانے والے لوگو! تم اپنے اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

یعنی مومنوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ اپنی بھی اصلاح کرتے رہو اور اپنی اولاد کی بھی فکر رکھو اور ان کی نگرانی کرتے رہو۔ اُن کی تربیت کی طرف بھی توجہ دو کیونکہ کسی قوم کی ترقی اور رفعت کا دارومدار آئندہ نسل کی تربیت اور اعلیٰ اخلاق پر ہوتا ہے۔ اُن کی تربیت و اصلاح کی طرف توجہ نہ دی جائے تو اہل وعیال فسق وفجور، بداخلاقی اور فحشاء میں مبتلا ہو جاتے ہیں جن کے نتیجہ میں غضبِ الٰہی کی آگ اُن پر بھڑکنا شروع ہو جاتی ہے اور اِسی آگ سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تاکیداً ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے (حدیقۃ الصالحین صفحہ 415) کہ وہ ساری عمر اس کے کام آئے گا۔

یہی وجہ ہے کہ مامورِ زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''**پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اُس کو متقی اور دین دار بنانے کے لئے سعی اور دُعا کرو۔ جس قدر کوشش تم اُن کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اُسی قدر کوشش اِس امر میں کرو۔**'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 144)

چنانچہ ایسے ارشادات کا علم ہونے کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم ان پر عمل کر کے اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ لیکن اگر ہم نے ایسا نہ کیا، اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں عائد ان ذمّہ داریوں کی ادائیگی میں ناکام رہے اور ایک ایسی نسل پیچھے چھوڑی جن کا کردار قابلِ مذمّت ہوا تو ہم اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

دَورِ حاضر کا ایک اہم تقاضا

دَورِ حاضر میں ہر طرف فسق وفجور اور معصیت کا بازار گرم ہے اور معاشرے میں لامذہبیت اور اخلاقی بے راہروی بڑی تیزی سے سرایت کر رہی ہے جبکہ والدین روزگار کے حصول کی تگ و دَو میں باوجود کوشش و خواہش کے بچوں کیلئے بہت کم وقت نکال پاتے ہیں اور عام طور پر بچوں کی دینی و اخلاقی تربیت کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی نے معلومات کا سیلاب برپا کر رکھا ہے جہاں اچھی بُری معلومات ہر چھوٹے بڑے کی دسترس میں ہیں جس سے بچوں کے ناپختہ ذہنوں کیلئے اِردگرد کا ماحول دن بدن مزید پراگندہ اور خطرناک ہوتا جا رہا ہے اور دجّالی طاقتوں نے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ پوری دُنیا میں برائی کی نمائش وتشہیر کے جو جال پھیلا رکھے ہیں ان کے بداثرات سے بچے محفوظ نہیں ہیں۔ اس ماحول میں بڑوں خاص طور پر انصار جو بالعموم سربراہِ خانہ ہوتے ہیں کی ذراسی غفلت بچوں کی تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لئے انصار کو نہایت چوکس رہ کر اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ رہنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ بچوں کا ذہن ہر غلط نقش قبول کرنے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ اور معاشرے میں چونکہ بچوں کے خیالات، مزاج، دلچسپیوں اور اخلاق پر نہایت برے اثرات ڈالنے کی بے پناہ صلاحیت موجود ہے۔ اگر پیار اور محبت کے ساتھ اچھی اور نیک باتیں اُن کے کانوں میں نہیں پڑیں گی تو ماحول کی بُری باتیں سن کر اور دیکھ کر وہ برائیوں کا شکار ہو جائیں گے۔

چنانچہ موجودہ دَور میں معاشرے کے بداثرات سے بچاؤ کے لئے بھی اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنا اس وقت ہماری بہت ہی اہم ذمّہ داری ہے۔ اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک موقع پر فرمایا:

''**یہ زمانہ ایسا نہیں جس میں ہم ذرا بھی غفلت برتیں اور سُستی سے کام لیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کو سنبھال لیں، اُن کی بہترین رنگ میں تربیت کریں**''۔ (مشعلِ راہ جلد دوم صفحہ 405)

....

تربیتِ اولاد کے فلسفے کو اگر اسلامی نقطہ نظر سے پورے طور پر سمجھ لیا جائے اور اپنی اولادوں کو اس کے مطابق ڈھالا جائے تو یہ قیمتی نسخہ ایسے شخص کی زندگی میں خوشیاں اور مسرتیں بکھیر دیتا ہے جبکہ اس بارے میں غفلت اور لاپرواہی اولاد کے علاوہ انسان کی اپنی زندگی کو ابتلاء، دکھوں اور غموں کا ایسا شکار بنا دیتی ہے کہ پھر اس سے نکلنا محال ہو جاتا ہے۔

آجکل بہت سے والدین مقامی مشکلات اور بیرونی دنیا میں بہتر مواقع دیکھتے ہوئے اپنے بچوں کو باہر بھجوانے کی تگ ودَو میں لگے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ کوشش اپنی جگہ پر بجا، لیکن اس انتظار میں بچے کی تعلیم و تربیت سے غفلت اور لاپرواہی بسا اوقات خوشی ومسرت کی بجائے دکھوں، غموں اور حسرتوں کا باعث بن سکتی ہے۔

ایک ماں کی دکھ بھری داستان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زبانی ایک ماں کی دکھ بھری داستان کچھ یوں ہے۔ حضورؒ فرماتے ہیں:

''میرا دل حیران بھی ہوتا تھا اس نظارے سے اور خوش بھی ہوتا تھا کہ خدا کے ایسے مومن بندے، باوقار بندے، آزاد بندے جماعت احمدیہ کے افراد کی حیثیت سے، یورپ میں بس رہے ہیں جن پر اس سوسائٹی کا ادنیٰ سا بھی اثر نہیں ہے۔ ایک ماں روتی ہوئی آئی اور مجھے کہا کہ میرے بعض بچے دین میں کم دلچسپی لے رہے ہیں اور میں سوچ رہی ہوں کہ میری زندگی کی ساری کمائی ضائع ہو گئی۔ آخر میں نے یہاں آ کر محنت کی تھی، ان بچوں کو بنایا تھا۔ ان کو اس لئے بنایا تھا کہ یہ کچھ حاصل کر جائیں۔ مگر دنیا حاصل کر لیں اور دین کھو جائیں، یہ تو میرا مقصد نہیں تھا۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ میں ایک ویرانے میں پہنچ گئی ہوں۔ ساری زندگی کی کمائی آخر پر حسرت کے سوا کچھ نہیں رہی۔ **فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا** کا کیسا اچھا نظارہ انہوں نے کھینچا۔ لیکن ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سوکھی کھیتی کو پھر ہرا ابھرا کر دے۔ چنانچہ اس کفّارہ کے طور پر انہوں نے اپنے ہاتھ کا سارا زیور اتار کے دین کے رستے میں پیش کر دیا کہ اگر میری گریہ وزاری قبول نہیں ہوتی تو خدا اس بات پر رحم کرے اور دیکھ لے کہ مجھے دنیا کے مال سے کوئی محبت نہیں، مجھے میری اولاد چاہئے، اس لیے میری دعا ہے کہ اللہ مجھے میری اولاد واپس کر دے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اکتوبر 1982ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ بحوالہ خطبات طاہر جلد اول صفحہ 229)

....

کسی قوم کی بہتری کا دارومدار ہی دراصل اولاد کی اچھی تربیت پر ہوتا ہے۔ اگر نئی نسل کی اچھی تربیت کی جائے تو قوم ترقی کے میدان میں کہیں کی کہیں نکل جاتی ہے۔ جو قومیں تباہ ہوئیں اسی وجہ سے ہوئیں کہ پہلے لوگ مرگئے اور پچھلے ان کے قائمقام نہ بن سکے۔ اس اہم نکتہ کو بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا:

''**قوموں کی تباہی کا باعث ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ ترقی کے لئے تو کوشش کرتی ہیں...... اپنے تقویٰ کا خیال رکھتی ہیں مگر اولاد کے اخلاق کی طرف پوری توجہ نہیں کرتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کا نیکی کا معیار گرنے لگتا ہے**...... اور آخر قوم تباہی کے گڑھے میں گِر جاتی ہے......۔ اگر مسلمان اس (بے مثل) نکتہ کا خیال رکھتے تو آج اُن کا یہ حال نہ ہوتا۔ اُنہوں نے ایک وقت اپنی اولاد کی تربیت کے فرض سے کوتاہی کی اور ان کی ناجائز محبت ان پر غالب آ گئی یا اُنہوں نے شادیوں میں احتیاط سے کام نہ لیا۔ تم میں سے ہر ایک شخص علاوہ اپنی ذات کی ذمہ داری کے بعض دوسرے وجودوں کا بھی ذمّہ دار ہے۔ پس خالی اپنے نفس کی طہارت انسان کے کام نہیں آ سکتی۔''

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 42)

....

آئندہ نسل کی صحیح تربیت کرنا قوم کو زندہ رکھنے کا ایک حتمی اور یقینی ذریعہ ہوتا ہے۔ اپنی قوم اور نسل کی بقا سے متعلق ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ یاد رکھنا چاہئے:

''**جماعتی ترقی ہمارے اپنے بچوں کی تربیت سے وابستہ نہیں بلکہ ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہر حالت میں جماعت سے جڑے رہنے سے وابستہ ہے۔** جماعت اور اسلام کا غلبہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے...... اگر ہماری تربیت کا حق ادا کرنے میں کمی ہماری اولادوں کو دین سے دُور لے جاتی ہے...... تو اس سے دین کے غلبے کے فیصلے پر کوئی فرق نہیں پڑتا، ہاں جو کمزوری دکھاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں۔۔ پس اس اہم بات کو اور یہ بہت ہی اہم بات ہے ہمیں ہمیشہ ہر وقت اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی نسلوں کی تربیت کی فکر کی ضرورت ہے۔''

(خطباتِ مسرور جلد ہشتم صفحہ 507)

پس اگر ہم چاہتے ہیں اور یقیناً چاہتے ہیں کہ غلبہء دین کا کام ہمارے اور ہماری نسلوں کے ذریعہ ہو تو یہ کام بچوں کی اچھی تربیت ہی سے ممکن ہے۔

....

تربیت۔ ذیلی تنظیموں کا ایک اہم کام

جماعت میں ذیلی تنظیموں کا قیام فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ ان مجالس کا قیام میں نے تربیت کی غرض سے کیا ہے اور ان مجالس پر دراصل تربیتی ذمّہ داری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

''انصار کو میں دو باتیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ **عاجزانہ دعاؤں سے اپنے رب کو راضی کرو اور تمہارا اصل کام تربیت کا ہے اس کی طرف پوری توجہ دو تا کہ آنے والی نسلیں آنے والی ذمّہ داریوں کو سمجھنے اور نبھانے والی ہوں۔**'' (سبیل الرشاد جلد دوم صفحہ 533)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ان بچوں کی ایسی تربیت کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اِدراک انہیں بچپن سے حاصل ہو جائے۔

(بحوالہ الفضل 7 نومبر 2014ء)

مجلس انصار اللہ کے عہد کی پاسداری کے لئے بھی یہ امر نہایت ضروری ہے کیونکہ وہ عہد جو اکثر اجتماعی پروگراموں میں ہم دوہراتے ہیں اس میں اولاد کی تربیت کی غرض سے ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہنے کا عہد بھی شامل ہے۔

....

بچوں کے بڑے درجات حاصل کرنے پر ماں باپ اور دیگر رشتہ دار بھی ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی انسان کسی بڑے درجے کو پہنچے گا تو اس کے ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کو اُس کے ساتھ رکھا جائے گا اور وہ بھی اُس کے ثواب کے مستحق ہوں گے۔

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 322)

اسی لئے خاص طور پر ماؤں کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا:

''پس تم اسلام کی ایک عظیم الشان خدمت کر سکتی ہو۔ اگر تم اپنے بیٹوں کو ابوبکر یا عمر بنا دو گی تو یقیناً جو مقام تمہارے بیٹے کو ملے گا وہی تمہیں ملے گا۔''

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 325)

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 398

مکرم وسیم محمد صاحب(2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم وسیم محمد صاحب آف شام کے سفرِ احمدیت کے بیان میں ان کی بیعت تک کے حالات اور اس کے بعد نازل ہونے والی برکات کا تذکرہ کیا تھا اس قسط میں ان کے اس ایمان افروز سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

مشکل مرحلہ آسانی سے طے ہوگیا

لازمی فوجی ٹریننگ کا ابتدائی عرصہ گزارنے کے بعد میری ڈیوٹی دمشق سے دُور لاذقیہ نامی ایک ساحلی شہر میں لگی۔ وہاں پر پہنچنے کے کچھ عرصہ بعد ہی ایک روز دمشق سے میرے افسر کے نام ایک تار آیا جس میں مجھے فورًا دمشق روانہ کرنے کا حکم تھا۔ مجھے یہ حکم سن کر ساری رات نیند نہ آئی۔ رہ رہ کر یہی خیال آتا تھا کہ شاید احمدیت سے تعلق کی وجہ سے فوج میں میرے ساتھ دوبارہ تحقیقات کا آغاز ہوگیا ہے، اور یہ سوچتے ہی ظلم کی حکایتِ خونچکاں بھی بار بار میری نظروں سے گزرنے لگی۔ بہرحال اگلے روز میں دمشق پہنچا تو پہلے سے بتائے گئے مقام پر فوجی گاڑی میری منتظر تھی۔ میں ڈرتے ڈرتے اس کی سمت بڑھ رہا تھا۔ قریب پہنچا تو اچانک ایک فوجی بسرعت اس گاڑی سے اترا اور پوری طاقت سے دھرتی ہلا دینے والا سلیوٹ مارا۔ میں تو پہلے ہی ڈرا ہوا تھا، اس دبنگ قسم کے سلیوٹ کی آواز سن کر کانپ کے رہ گیا۔ بہرحال فوجی نے نہایت مستعدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا اور بڑے احترام سے مجھے گاڑی میں سوار کروایا اور گاڑی چلانی شروع کردی۔ میں ابھی تک اس غیر متوقع سلوک کی وجہ سے حیران تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مجھے اُسی بریگیڈیئر نے بلوایا ہے جس کی نگرانی میں مَیں نے ابتدائی فوجی ٹریننگ مکمل کی تھی، اور اس کی ٹیچر بیوی کو تعلیمی بورڈ کی طرف سے بھجوائے جانے والے پیپرز کی مارکنگ کرتا رہا تھا۔ اس بار اس موصوف نے مجھے اپنے بیٹے کو پڑھانے کے لئے یاد فرمایا تھا۔ مجھے تو حکم کی تعمیل کرنا تھی۔ چنانچہ لازمی فوجی ٹریننگ کا باقی کا تمام عرصہ بریگیڈیئر صاحب کے بیٹے کو ٹیوشن پڑھاتے گزر گیا۔ اس عرصہ میں ایک مرسیڈیز کار ڈرائیور کے ساتھ ہر وقت میری منتظر رہتی تھی۔

سفر اور احمدی کلچر سے آشنائی

لازمی فوجی ٹریننگ کے بعد میں 2001ء میں خلیج کے ایک ملک چلا گیا جہاں احمدیوں سے ملنے، نظام جماعت کو سمجھنے، چندوں کے نظام میں باقاعدہ شامل ہونے، نماز باجماعت کی ادائیگی اور سب کام اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہوکر رضائے باری کے حصول کی خاطر کرنے جیسے عظیم امور کو سیکھنے کا موقع ملا۔ مَیں اس جماعت میں اکیلا عربی احمدی تھا۔ مَیں اردو زبان میں ہونے والے تمام لیکچرز اور خطبہ جات سنتا اور باوجود اردو سے نابلد ہونے کے بھی مجھے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے مجھے سب کچھ سمجھ آرہا ہے۔

میں نے یہاں پر احمدیوں کی آپس کی اخوت ومحبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس کے جذبہ میں صحیح اسلامی معاشرے کا رنگ دیکھا، خصوصًا پریشانی کے عالم میں احمدیوں کی ایک دوسرے کی مدد کا انداز دیکھ کر دل گداز ہوجاتا اور روح خدا کے شکر کے جذبات سے سجدہ ریز ہونے کو بے قرار ہو جاتی جس نے محض اپنے خاص فضل سے ایسی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

احمدی لڑکی سے شادی

میں ہر سال گرمیوں کی چھٹیوں میں اہل خانہ کے ساتھ کچھ دن گزارنے کے لئے سیریا واپس آجاتا تھا۔ ایک بار جب میں آیا تو میری والدہ صاحبہ نے لڑکیوں کی ایک لسٹ میرے سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ ان میں سے جلدی سے اپنی بیوی کا انتخاب کر کے مجھے بتا دو۔ میری والدہ صاحبہ ایک تو میری جلدی شادی کی خواہاں تھیں، دوسرے اپنی سادگی میں ان کا خیال تھا کہ اگر وہ میری شادی کسی غیر احمدی بچی سے کروادیں گی تو کچھ عرصہ کے بعد وہ بچی مجھے احمدیت سے دُور کرنے میں کامیاب ہوجائے گی۔ جبکہ میں اس کے بالمقابل کسی احمدی لڑکی کی تلاش میں تھا لیکن ہمارے علاقہ میں احمدیوں کی قلیل تعداد میں مجھے کوئی لڑکی نہ مل سکی۔ ایسی صورتحال میں میرے ہمسائے رأفت یونس صاحب کی بہن نے کہا کہ اس کی ایک دوست ہے جو احمدی تو نہیں ہے لیکن فطرتی نیک اور طبیعت کی بہت اچھی ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ شادی کے بعد احمدی ہو جائے گی۔ اس لڑکی کو دیکھنے کے بعد مَیں نے سب کے سامنے ہی اسے اپنے احمدی ہونے کے بارہ میں بتا کر مختصراً جماعت کا تعارف بھی کروا دیا۔ پھر اسے کہا کہ تم استخارہ کرو اور مَیں بھی دعا کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کروں گا۔ اس لڑکی نے استخارہ کیا تو بہت اچھا خواب دیکھا، جس کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ساری صورتحال لکھ کر اس شادی کی اجازت کی درخواست کی۔ چند روز کے بعد مجھے مکرم عبدالمومن طاہر صاحب نے فون کر کے بتایا کہ حضور انور نے شادی کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے دعا کی ہے۔ یوں میری منگنی ہوگئی اور اس کے دو روز بعد مَیں خلیجی ریاست کے لئے عازم سفر ہوگیا۔ ایک ماہ کے بعد میری منگیتر نے فون کر کے مجھے بتایا کہ ایک ماہ کی تحقیق اور دعا کے بعد اس نے بیعت کر لی ہے۔ یہ خلیفۂ وقت کی استجابتِ دعا کا کرشمہ تھا کہ رشتہ بھی ہوگیا اور احمدی لڑکی سے شادی کی میری خواہش بھی پوری ہوگئی۔ میرے لئے یہ خوشی کی بہت بڑی خبر تھی۔

بے مثال محبت واخوت کا سلوک

ایک سال بعد مَیں خلیجی ریاست سے شام آیا تو شادی کے بعد مَیں اپنی بیوی کو ساتھ ہی لے گیا۔ میری بیوی وہاں پر احمدی عورتوں کے پیار ومحبت کے سلوک سے بہت زیادہ متاثر ہوئی۔ مثلاً جب میری بیوی کے ہاں ولادت متوقع تھی تو اس کی طبیعت اچانک بہت زیادہ خراب ہوگئی۔ یہ خبر سنتے ہی بہت سے احمدی احباب اپنی فیملیوں کے ساتھ حال پوچھنے کے لئے تشریف لائے۔ اور ایک دوست تو ایک احمدی لیڈی ڈاکٹر کو بھی اپنے ساتھ لے کر آئے جس نے میری بیوی کے چیک اَپ کے بعد اسے فورًا ہسپتال میں داخل کروانے کا کہا۔ ہسپتال منتقل ہونے کے چند گھنٹوں کے بعد ہی بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ولادت ہوگئی۔ اگلے روز میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ لجنہ اماء اللہ نے نہایت منظّم طور پر عورتوں کی اس طرح ڈیوٹی لگادی تھی جس کے مطابق اگلے تین دن تک ہر وقت میری بیوی کے پاس کوئی نہ کوئی احمدی عورت موجود رہتی تھی۔ پھر ہسپتال سے فارغ ہوکر گھر آنے پر بھی ایک ہفتہ تک دوپہر اور شام کا کھانا نہایت منظّم طریق پر بھجوایا جاتا رہا۔ ہم اپنی پیاری جماعت کے پیارے افراد کی طرف سے یہ پیار بھرا برتاؤ زندگی بھر نہیں بھول سکتے۔ اس بے مثال سلوک کا میری بیوی پر بہت گہرا اثر ہوا وہ ابھی تک تو محض نو مبائع تھی لیکن اس سلوک کے بعد احمدیت اس کے رگ وریشہ میں سرایت کرگئی۔

واپسی کے ہر قدم پر خدائی مدد

ہم اس خلیجی ریاست میں 2010ء تک رہے جس کے بعد میں نے بہت دعاؤں اور بعض رؤیا کی بناء پر واپسی کا فیصلہ کیا۔ میں نے اپنی اہلیہ کو قبل ازیں بھجوا دیا تھا اور خود شام میں اپنے لئے کسی مناسب روزگار کی تلاش کر رہا تھا لیکن بظاہر کوئی صورت نظر نہ آتی تھی اس لئے غالب خیال یہی تھا کہ شام جا کر ہی کوئی انتظام ہو سکے گا۔ میں نے بہت دعائیں کیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ جس کا تصور بھی وہم وگمان میں نہ تھا۔ ایک روز مَیں نے ایک خلیجی جریدہ میں سیریا میں ایک کمپنی کے لئے فنانشل آفیسر کی نوکری کا اشتہار پڑھا تو فون کر کے انٹرویو کے لئے حاضر ہوگیا۔ اسی روز ہی مجھے نوکری مل گئی اور یوں شام واپسی سے قبل ہی وہاں پر میرے لئے اچھی تنخواہ پر نہایت مناسب کام کا انتظام ہوگیا جو سراسر خدا کا فضل تھا۔

مَیں نے کرائے کے گھر کا سال بھر کا کرایہ ایڈوانس میں ادا کیا ہوا تھا جبکہ اس میں سے اب تک صرف چار ماہ ہی گزرے تھے۔ باقی آٹھ ماہ کا کرایہ بظاہر ضائع جانا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی انتظام فرما دیا کہ میری واپسی سے کچھ دن پہلے ایک شخص نے کہا کہ میں تم سے یہ گھر لے لیتا ہوں، چنانچہ باقی آٹھ ماہ کا کرایہ اس نے مجھے ادا کر دیا۔

چونکہ مَیں ایک لمبے عرصہ سے اس خلیجی ملک میں رہائش پذیر رہا تھا اس لئے گھر کے ساز وسامان میں بہت کچھ خود اپنی پسند کا خرید کر رکھا ہوا تھا جسے وقتِ سفر اونے پونے بیچ کر جانا تھا۔ ایسی صورتحال میں میرے ایک دوست کا مجھے فون آیا وہ کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا ہے تم واپس جارہے ہو؟ میرے اثبات میں جواب دینے کے بعد اس نے کہا کہ میں بھی سیریا واپس جا رہا ہوں اور میرے پاس ایک بڑی وین بالکل خالی ہے اگر تم چاہو تو اس کو سامان سے بھر دو اور شام پہنچانا میرا کام ہے۔ پھر اس نے آکر نہ صرف اندر سے وین کو بھر لیا بلکہ اس کی چھت پر بھی بہت کچھ لاد لیا اور پھر تین دن کے طویل سفر کے بعد وہ سارا سامان لے کر سیریا پہنچ گیا۔

شاید کسی کی نظر میں یہ امور بہت معمولی ہوں لیکن میرے لئے یہ معمولی نہیں ہیں۔ یہ اس خدا تعالیٰ کے افضال ہیں جس کی معرفت کا جام ہمیں حضرت امام مہدی علیہ السلام نے آکر پلایا۔ اور اس سے تعلق اور استجابت دعا کے نتیجہ میں عین وقت پر سب کام ہوجاتے ہیں۔

مَیں مئی 2010ء میں شام منتقل ہوا تو مجھے سیکرٹری مال کی خدمت سونپ دی گئی۔ انہی ایام میں ایک اور سیرین مخلص احمدی مکرم مازن عقلہ صاحب کچھ عرصہ کے لئے جرمنی سے شام منتقل ہوئے تھے چنانچہ انہیں سیکرٹری تبلیغ کے فرائض سونپے گئے۔ ہم دونوں نے مل کر پروگرام بنایا کہ ہم ہفتہ میں چار اشخاص سے خود جا کر ملیں گے۔ چنانچہ ایسا کرنے سے احباب جماعت میں ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔

بحران میں بھی نعمتوں کی فروانی

کچھ عرصہ ہی یہ سلسلہ چلا تھا کہ 2011ء کے اخیر میں شام کا بحران شروع ہوگیا اور سب کچھ بدلنے لگا۔ ایسے میں مجھے اپنی کمپنی کے بُرے سلوک کی وجہ سے کام چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد میں نے کئی ملکی اور غیر ملکی کمپنیوں میں درخواست دی لیکن کہیں کوئی نوکری نہ ملی۔ بالآخر دو معمولی کمپنیوں کی طرف سے انٹرویو کے لئے بلایا گیا۔ ایک کے ساتھ انٹرویو ایک روز کے بعد جبکہ دوسری کے ساتھ تین روز کے بعد تھا۔ میں خاصا متردّد تھا۔ میری اہلیہ نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے زیتون کی ایک تھیلی دیتے ہوئے کہتا ہے کہ وسیم سے کہنا کہ ابھی زیتون نہ کھائے بلکہ تین دن بعد کھائے، کیونکہ تب تک اس کا ذائقہ اچھا ہوجائے گا۔

اس رؤیا کی بناء پر میری اہلیہ نے مجھے کہا کہ کل والے انٹرویو کو چھوڑ دو اور تین دن بعد والے کے لئے چلے جانا۔ مَیں نے ایسے ہی کیا اور واقعی مجھے نوکری مل بھی گئی لیکن ایک تو محض ایک عام ملازم کی حیثیت سے نوکری ملی دوسرے تنخواہ بہت کم تھی۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ شام کے حالات خراب ہوئے تو سب کمپنیاں بند ہوگئیں اور ان کے ملازمین ذلیل وخوار ہونے لگے جبکہ میری کمپنی بفضلہٖ تعالیٰ چلتی رہی اور خدا کی قدرت دیکھیں کہ باوجود شدید سخت حالات کے دمشق میں یہ واحد کمپنی ہے جو آج تک کامیابی کے ساتھ چلتی جارہی ہے اور ہر سال غیر معمولی منافع کما رہی ہے۔ میں نے اس میں عام ملازم کی حیثیت سے کام کیا اور پھر خدا کے فضل سے نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی وجہ سے آج میں اس کے ڈائریکٹرز میں شامل ہوں۔ سیریا کے مالی لحاظ سے سخت مشکل حالات کے باوجود ہم خدا کے فضل سے اس کی نعمتوں کی فروانیوں میں زندگی بسر کررہے ہیں۔

قادیان کا روحانی سفر

شاید زندگی کے سب سے خوبصورت دن وہ ہیں جو پچھلے سال (2015ء میں) ہم نے قادیان میں گزارے۔

جب میں نے اپنی اہلیہ سے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کے لئے جانے کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میرے لئے بچوں کو کسی کے پاس چھوڑ کر جانا بہت مشکل ہے۔ پھر جب میرا ویزا لگ گیا تو اس نے بھی جانے کے لئے ضد کرلی۔ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہوا کہ اس کا ویزا دوسرے دن ہی لگ گیا۔ اب ٹکٹ کی خریداری کا مرحلہ تھا جس کی قیمت 850 ڈالرز ہے۔ ہمارے پاس یہ رقم تو موجود تھی لیکن اس میں دو ٹکٹیں نہیں آسکتی تھیں۔ ایسے میں ایک ٹریول ایجنٹ کا مجھے فون آیا۔ اس نے کہا کہ آپ سستی ٹکٹ کی تلاش میں تھے۔ اور میرے پاس آپ کے لئے خوشخبری ہے کہ ایک ایئر لائن نے خاص رعائتی آفر لگائی ہے۔ لہٰذا اب 440 ڈالرز میں ٹکٹ مل سکتا ہے۔ گویا جتنی رقم ہمارے پاس تھی اسی میں ہی دو ٹکٹ آگئے۔ پھر اسی روز کمپنی کے مالک نے میرے کام سے خوش ہوکر تقریباً دو ہزار ڈالرز مجھے بونس دے دیا اور یوں ہم نے صرف قادیان جانے کی نیت کی اور باقی سارا بندوبست اللہ تعالیٰ نے غیب سے فرما دیا۔

قادیان کا سفر ایک خواب ہے۔ قدم قدم پر دعائیں کرنے کی توفیق ملی اور برکتوں سے جھولیاں بھر کر لوٹے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو اس مقدس بستی کی زیارت نصیب فرمائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

نائیجیریا کے ایک قومی رہنما

الحاجی مشہود ابیولا (Chief M.K.O.Abeola)

آپ امام وقت سے مشورہ لینے میں بے انتہا عاجز تھے

ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ (سابق انچارج احمدیہ ہسپتال اوجوکورو، نائیجیریا)

خلیفۂ وقت کی ذات رُوح القدس سے ممسوح اور موید من اللہ ہوتی ہے۔ اس کے متبعین اپنے دینی و دنیاوی معاملاتِ زندگی میں اس کی مقبول دعاؤں، مشاورت اور رہنمائی سے تو فیضیاب ہوتے ہی ہیں، بعض غیر از جماعت جوہر شناس افراد بھی علم و حکمت اور برکت کے اس بحرِ زخّار سے استفادہ کرکے اپنی زندگی کے نقشے میں کامیابی و کامرانی کے رنگ بھر لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تو افراد جماعت کے توسط سے خلیفۂ وقت سے رابطہ استوار ہوتا ہے اور بعض اپنے ذاتی ذرائع اور خداداد فراست سے چاردانگ عالم میں پھیلی اس انوکھی خوشگوار خوشبو کے مأخذ تک خود ہی پہنچ جاتے ہیں۔ انہی میں شامل ایک ایسے ہی وجود الحاجی مشہود ابیولا صاحب (Chief Moshood Kashimawo Olawale Abiola) کا ذکر یہاں مقصود ہے جو نائیجیریا کے ایک نمایاں قومی رہنما تھے، جنہیں اگر ایک طرف ذاتی طور پر حضرت امام جماعت احمدیہ سے برسہابرس استفادہ کرنے کا موقع ملا تو دوسری طرف یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ ان کی افسوسناک وفات کے حوالے سے امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ میں تفصیلی طور پر ان کی شخصیت اور اوصاف کا ذکر فرمایا۔ اس کی تفصیل بیان کرنے سے قبل آپ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

آپ 24 /اگست 1937ء کو ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اپنے والدین کی 23ویں اولاد تھے۔ چونکہ اس سے قبل آپ کے تمام بہن بھائی صغرسنی میں ہی اللہ کو پیارے ہو چکے تھے، آپ کے دکھی والدین کو آپ کی زندگی کی بھی کوئی امید نہ تھی۔ چنانچہ کوئی باقاعدہ نام رکھنے کی بجائے آپ کا ذکر یوروبا زبان میں Kashimawo کہہ کر کرتے جس کا اردو ترجمہ ”پہلے دیکھو، ہوتا کیا ہے“ بنتا ہے۔ پندرہ برس کے طویل انتظار اور والدین کی پوری ”تسلی“ ہو جانے کے بعد آپ کو اپنا ذاتی نام نصیب ہوا مگر آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں اور سخت محنت سے ہر قسم کی تاخیر کی تلافی اس طرح سے کر دی تھی کہ نو برس کی عمر سے جنگل سے لکڑیاں جمع کرکے فروخت کرتے اور نہ صرف اپنی تعلیم بلکہ گھر کے بھی اخراجات اٹھاتے۔ ہائی سکول میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ انیس برس کی عمر میں میدانِ سیاست میں قدم رکھنے کے ساتھ ساتھ تعلیم جاری رکھی حتیٰ کہ برطانیہ کی گلاسگو یونیورسٹی سے accountancy میں فرسٹ کلاس ڈگری حاصل کی جس کے بعد متعدد ملکی وغیر ملکی مالیاتی اداروں میں کام کرنے کا موقع ملا۔ اپنی آمدنی کا ایک حصہ تجارت میں لگاتے (جن میں ایک پرائیویٹ ائرلائن کمپنی اور پٹرولیم آئل کمپنی کا قیام شامل ہے) تو دوسرا حصہ نائیجیریا میں سماجی، رفاہی، تعلیمی اور قومی مدّات میں عطیہ کر دیتے جس کے نتیجے میں جلد ہی آپ کو ایک ہردلعزیز قومی شخصیت کا مقام حاصل ہوگیا۔ 1993 میں صدارتی انتخاب میں حصہ لیا اور غیر سرکاری نتائج کے مطابق آپ الیکشن جیت گئے مگر فوراً ہی ملک میں مارشل لاء لگا دیا گیا اور آپ کو پابند زنداں کر دیا گیا۔ طویل عرصہ بعد 1998ء میں نئے فوجی حکمران نے آپ کی رہائی کا اعلان کیا مگر عین رہائی کے دن آپ کی وفات ہوگئی جس پر دنیا بھر نے شدید صدمہ، غم وغصہ اور شکوک کا اظہار کیا۔

آپ کے انتقال پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 7 /اگست 1998ء میں فرمایا:

”ابیولا صاحب سے میرے اور جماعت کے بہت گہرے ذاتی تعلقات تھے۔ وہ جب یہاں تشریف لایا کرتے تھے تو کبھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ ہمارے پاس نہ پہنچے ہوں۔ اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنے معاملات میں جو پیچیدہ تھے مجھ سے مشورہ نہ کیا ہو۔ اس کے بعد دنیا میں جہاں جاتے تھے وہاں سے ٹیلی فون پر رابطہ کرتے تھے۔ ...... لازمہ بنا رکھا تھا کہ مجھ سے ٹیلی فون پر بات کریں گے اور پوچھا کرتے تھے کہ یہاں میں اس غرض سے آیا ہوا ہوں، یہ میرا دنیا کا، تجارت کا معاملہ ہے، یہ ایسا معاملہ ہے جس کا ہماری سیاست سے تعلق ہے، آپ بتائیں مجھے کیا کرنا چاہیے۔ **یعنی مجھ سے مشورہ لینے میں بے انتہا عاجز تھے** لیکن ان کے رشتہ داروں اور ان کے باقی لوگوں کو تو یہ باتیں معلوم نہیں“۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل۔ اشاعت 25 ستمبر 1998ء تا یکم اکتوبر 1998ء)

جیسا کہ پہلے بیان ہوا، الحاجی مشہود ابیولا صاحب کی وفات عین اس دن ہوئی تھی جس دن انہیں جیل سے آزاد کیا جانا تھا اس لئے اس بارہ میں بہت سے حلقوں کی طرف سے شکوک وشبہات اور تحفظات کا اظہار کیا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس ضمن میں مذکورہ خطبہ جمعہ میں آپ کے بارہ میں خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

”حاجی ابیولا کو ایسا دل کا دورہ پڑا جس کے متعلق آج تک ماہرین جو ہیں وہ دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ پہلے فوجی سربراہ کے عین ایک مہینہ بعد، بعینہٖ ایک مہینہ بعد ویسا ہی دل کا دورہ پڑا جیسے اس کو (جنرل ثانی اباچہ۔ ناقل) کو پڑا تھا اور اس کی چھان بین کس نے کی؟ مغربی طاقتوں کے نمائندوں نے، یونائیٹڈ نیشنز کے نمائندوں نے اور انہوں نے حالات کا جائزہ لے کر اعلان کر دیا کہ کوئی بھی اس میں خرابی نہیں تھی۔ ...... اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ اتفاق تھا، حسنِ اتفاق تھا یا کچھ اور بات تھی مگر ان کی بیٹی سے ہمارا رابطہ ہوا اور ان کی بیٹی یہاں آکر مجھ سے ملتی بھی رہی ہیں۔ بہت سمجھدار، سلجھی ہوئی خاتون ہیں اور بعید نہیں کہ انہی کو آئندہ راہنما بنا لیا جائے۔ انہوں نے مجھ سے تفصیل سے یہ باتیں کیں کہ ہمارے خلاف سازشوں کا ایک تانا بانا بُنا جا رہا ہے۔ اب جبکہ وہ نائیجیریا پہنچیں تو میرے نمائندوں نے ان سے ملاقات کی اور انہوں نے ہمارے نمائندوں کو بتایا کہ ان کو اس فیصلے پر ادنیٰ بھی اطمینان نہیں جو یہ دے چکے ہیں لیکن وہ کہتی ہیں کہ مَیں کروں کیا، میرے اختیار میں اور کچھ بھی نہیں، ساری ٹیمیں یونائیٹڈ نیشنز کی نگرانی میں کام کر رہی ہیں۔ وہ بتا رہی ہیں کہ کیا واقعہ ہوا اور میری آواز کو کون سنے گا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 /اگست 1998ء۔ مطبوعہ اخبار ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل۔ اشاعت 25 ستمبر 1998ء تا یکم اکتوبر 1998ء)

حضور انور رحمہ اللہ نے آپ کی وفات پر دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے اور آپ کی وفات سے پیدا ہونے والے خلا اور بحران کا ایک گہرا جائزہ پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”ایک بہت بڑا نائیجیرین، قوم کا ہمدرد اور رہنما رخصت ہوگیا، جو جماعت احمدیہ سے جو استفادہ کیا کرتا تھا وہ بھی اس کے دماغ کے ساتھ ہی رخصت ہوگیا۔ اگر وہ رہتا تو مجھے یقین ہے کہ اسی طرح ہمارے مشورے کے مطابق رفتہ رفتہ ان انتہا پسندوں کا رُخ بھی اسی طرف پھیر دیتا۔ لیکن اس بیچارے کی زندگی نے وفا نہیں کی۔“

(ایضاً)

محترم مشہود ابیولا صاحب ایک غیر متعصب، غیر متنازع، عوامی شخصیت تھے۔ آپ ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے مگر جہاں آپ نے متعدد سکول، کالج، لائبریریاں اور مساجد تعمیر کروائیں وہاں کئی گرجا گھر بھی اپنے خرچ پہ تعمیر کروائے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نائیجیریا کے عیسائیوں میں فادر کرسمس "Father Christmas" کے نام سے مشہور تھے۔

حضور انور رحمہ اللہ کا تجزیہ بالکل درست تھا۔ آج نائیجیریا میں مذہبی انتہا پسندی سے ملکی فضا انتہائی مسموم ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

بقیہ: **نمازجنازہ حاضروغائب** ازصفحہ 9

مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ عزیز بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد اللطیف بھٹی صاحب۔ سربٹن۔ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** اور بعض مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ عزیز بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد اللطیف بھٹی صاحب۔ سربٹن۔ یوکے)

آپ 5/فروری 2016ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ڈاکٹر ظفر حسن صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور حضرت نظام الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی بہو تھیں۔ آپ نے کینیا اور یوکے میں جماعتی کاموں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نمازوں کی پابند، ضرورتمندوں کا خیال رکھنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کیا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم ٹھیکیدار عبد المجید صاحب موحوم۔ ربوہ)

3 فروری 2016ء کو 97 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1953 میں بیعت کی توفیق پائی۔ آپ کے میاں نے جماعت کی متعدد عمارات بنانے میں حصہ لیا جن میں سرفہرست قصر خلافت، دفتر پرائیویٹ سیکرٹری، خلافت لائبریری اور وقفِ جدید گیسٹ ہاؤس شامل ہیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، خلافت سے بے انتہاء محبت اور اطاعت کا جذبہ رکھنے والی، نیک دل، ملنسار، خوش اخلاق، مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم صوفی محمد شریف صاحب (ابن مکرم محمد دین صاحب۔ ھیلاں تتہ پانی ضلع کوٹلی۔ آزاد کشمیر)

19 نومبر 2015ء کو 78 کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ لمبا عرصہ صدر جماعت آرام باڑی اور ناظم انصار اللہ ضلع کوٹلی کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ بہت مہمان نواز، غریب پرور اور عہدیداران اور واقفین زندگی کا احترام کرنے والے، خلافت کے شیدائی، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرمہ مسرت بشیر صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب۔ ربوہ)

23/اکتوبر 2015ء کو 60 کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، قرآن پاک کی باقاعدہ تلاوت کرنے والی، ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق اور بہت سادہ طبیعت کی مالک نیک خاتون تھیں۔ اپنے محلّہ میں 5 سال بطور سائقہ خدمت کی توفیق پائی۔ خاوند کی قلیل تنخواہ کے باوجود چندہ جات اور صدقات کی باقاعدگی سے ادائیگی کیا کرتی تھیں۔ آپ نے ساری زندگی صبر و شکر کے ساتھ خدا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے گزاری۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

ہمیں اپنی زندگیوں پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم وہی کام کریں جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اجازت دیتے ہیں۔

جب خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو وہ بہرحال ردّ کرنے کے قابل سمجھی جائے گی۔

جس طرح بیمار سے پرہیز نہ ہو تو تندرست بھی ساتھ گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ روحانی بیماروں سے فرستادہ جماعت کو علیحدہ رکھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جنازہ شادی نماز وغیرہ علیحدہ ہو۔

اپنی دنیاوی خواہشات پر اپنی اگلی نسل اور دین کو ترجیح دیں ورنہ نسلیں صرف لڑکیوں کے غیروں میں بیاہنے سے برباد نہیں ہوتیں بلکہ لڑکوں کے غیروں میں شادیاں کرنے سے بھی برباد ہوتی ہیں۔ ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ احمدی صرف معاشرتی دباؤ یا رشتہ داری کی وجہ سے احمدی نہ ہو بلکہ دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں۔ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی۔ پس لڑکوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر احمدی لڑکا اور لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ماں باپ کو بھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ذاتوں اور اناؤں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے۔

باوجود اس کے کہ لڑکی کی پسند بھی رشتے میں شامل ہونی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پسند کو قائم فرمایا ہے کہ لڑکی کی مرضی شامل ہو لیکن اسلام اس بات کی پابندی بھی ضرور کرواتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں آجکل کے زمانے میں، اُس زمانے میں بھی، تصویر دیکھی جاسکتی تھی، اب بھی دیکھی جاسکتی ہے۔

مکرمہ سکینہ ناہید صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ محمد شریف صاحب مرحوم کی وفات۔ مکرم شوکت غنی صاحب ابن مکرم قاضی عبدالغنی صاحب کی شہادت جو بحیثیت پاک فوج کے سپاہی کے دہشتگردوں کے خلاف ضربِ عضب میں حصّہ لے رہے تھے۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 08 اپریل 2016ء بمطابق 08 شہادت 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ہمیں اپنے جائزے لیتے رہنے چاہئیں کہ ہمارے کام، ہمارے عمل، ہمارے فیصلے قرآن اور حدیث کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اس طرح اگر کسی معاملے کی قرآن سے اور حدیث سے وضاحت نہ ملے جس پہ انسان غور کرتا ہے تو پھر کس طرح ان کاموں کو انجام دیا جائے۔ اس کے لئے یہ ہے کہ پرانے علماء جو گزرے ہیں ان کے قول اور ان کے فیصلوں کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کہ ہمیں اپنے مسائل کے فیصلے کس طرح کرنے چاہئیں؟ کہاں سے رہنمائی لینی چاہئے؟ تو آپ علیہ السلام نے یہی فرمایا کہ ہمارا طریق یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن کریم کے مطابق فیصلہ کیا جائے اور جب قرآن کریم میں کوئی بات نہ ملے تو پھر اسے حدیث میں تلاش کیا جائے اور جب حدیث سے بھی کوئی بات نہ ملے تو پھر استدلالِ اُمّت کے مطابق فیصلہ کیا جائے یا اُمّت میں جو فیصلے ہوئے ہیں اور جو دلیلیں دی گئی ہیں اس کے مطابق فیصلے کئے جائیں۔

یہاں یہ بھی واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ سنّت حدیث سے اوپر ہے اس لئے جو باتیں سنّت سے ثابت ہیں بہرحال ان پر تو عمل ہونا ہی ہے۔ اس کے بعد پھر حدیث کا نمبر آتا ہے۔ سنت وہی ہے جو کام ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھا دیا اور آگے صحابہ نے اس سے سیکھا۔ پھر صحابہ سے تابعین نے سیکھا۔ پھر تبع تابعین نے سیکھا اور پھر یہ اُمّت میں جاری ہوا۔

بہرحال حضرت مصلح موعود اس مضمون کو بیان فرما رہے ہیں کہ ہمیں اپنی زندگیوں پر نظر رکھنی چاہئے کہ ہم وہی کام کریں جس کی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اجازت دیتے ہیں۔

بعض دفعہ بعض لوگوں کو نیکی سر پہ سوار ہو جاتی ہے۔ اس حد تک اس میں آگے بڑھ جاتے ہیں کہ غلو سے کام لینے لگ جاتے ہیں۔ اپنی جان کو مصیبت میں ڈال لیتے ہیں یا اپنے پر ظلم کرتے ہیں یا بعض ایسے لوگ ہیں بلکہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کو سرسری لیتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کی طرف جس طرح توجہ کرنی چاہئے وہ توجہ نہیں کرتے۔ پس یہ دونوں قسم کے لوگ ہیں جو افراط اور تفریط سے کام لیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے باہر نکلتے ہیں۔

نیکی میں بڑھنے والوں کی بھی بعض مثالیں ہوتی ہیں۔ ایک عورت کی مثال آپ نے دی جو ناجائز طور پر نیکی کے نام پر ایک کام کرنا چاہتی تھی جو اصل میں نیکی نہیں ہے کیونکہ خدا اور اس کے رسول نے اس کی اجازت نہیں دی۔ اس واقعہ میں جو میں بیان کروں گا ان لوگوں کے لئے بھی سبق ہے جو بعض دفعہ اپنی خوابوں کو بہت اہمیت دیتے ہیں حالانکہ ان کا وہ مقام نہیں ہوتا کہ یہ کہا جائے کہ ان کی ہر خواب سچی ہے اور اس کا کوئی مطلب ہے۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ آج ایک عورت ہمارے ہاں آئی وہ قادیان کی پرانی عورت ہے اس کے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ کہنے لگی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور آپ نے فرمایا ہے کہ اگر تم چھ مہینے متواتر روزے رکھو تو خلیفۃ المسیح کو صحت ہو جائے گی۔ (حضرت مصلح موعود کی بیماری کے شروع دنوں کی بات ہے۔) مگر وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے جن علماء سے پوچھا انہوں نے یہی کہا ہے کہ چھ مہینے کے متواتر روزے رکھنا ناجائز ہے۔ پھر کہنے لگی کہ میاں بشیر احمد نے کہا ہے کہ تُو جمعرات اور پیر کے روزے رکھ لیا کر۔ لیکن اس کے بعد کہنے لگی کہ میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے تو کہا تھا کہ چھ ماہ کے متواتر روزے رکھ۔ تُو متواتر روزے کیوں نہیں رکھتی۔ تو حضرت مصلح موعود کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ تیری

خواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے الہاموں کے متعلق یہ فرماتے ہیں کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن اور سنت کے خلاف ہو تو میں اسے بلغم کی طرح پھینک دوں۔ (گلے سے صاف کر کے نکال کے پھینک دوں۔) جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی وحی کو قرآن کریم اور سنت کے اتنا مطابق کرتے ہیں تو ہمیں بھی اپنی خواب آپ کے احکام کے مطابق کرنی پڑے گی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے اُمّت کے لوگوں کو متواتر اور لمبے عرصے کے روزوں سے منع کیا ہے۔ تو اگر تمہیں کوئی خواب اس حکم کے خلاف آتی ہے یا آئی ہے تو وہ شیطانی سمجھی جائے گی۔ خدائی نہیں سمجھی جائے گی۔ (بیشک تم یہی کہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا ہے۔) اگر خدائی خواب ہوتی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرتی۔ آپ کی تردید کبھی نہیں کرتی۔ پس جب خواب ایسی ہو جو قرآن کریم یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتویٰ اور سنت کے خلاف ہو تو وہ بہرحال ردّ کرنے کے قابل سمجھی جائے گی کیونکہ نہ تو قرآن کریم کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ سنّت کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے اور نہ صحیح حدیث کے خلاف کوئی خواب سچی ہو سکتی ہے۔'' (الفضل 25 نومبر 1958ء صفحہ 3 جلد 12 / 47 نمبر 272)

پس کسی بات کے متعلق خوابوں کو بنیاد بنانا چاہے وہ نیکی کی بات ہی ہو اور اپنے آپ کو ایسی تکلیف میں ڈالنا جس کی طاقت نہ ہو یہ چیز غلط ہے۔ نہ صرف غلط ہے بلکہ غیر صالح عمل ہے اور بعض دفعہ گناہ بن جاتا ہے۔ ہاں جن کو اللہ تعالیٰ نے مامور من اللہ کے طور پر کھڑا کرنا ہو ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلوک بالکل مختلف ہوتا ہے۔ وہ عام لوگوں میں سے نہیں ہوتے۔ ان کا کسی عام فرد سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

اس واقعہ سے شاید کسی کو یہ بھی خیال ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چھ ماہ کے روزے رکھے تھے تو اس کے متعلق ایک تو واضح ہو کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے نبوت کے مقام پر کھڑا کرنا تھا۔ دوسرے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے اور اس ضمن میں ہمیں کیا نصیحت فرمائی ہے وہ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھ کو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے ذکر کیا کہ کسی قدر روزے انوارِ سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنّت اہل بیتِ رسالت کو بجالاؤں۔ سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا۔ اور اس قسم کے روزے کے عجائبات میں سے جو میرے تجربے میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانے میں میرے پر کھلے''۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد پھر کشوف کا، الہامات کا ایک سلسلہ جاری کیا۔ پھر آپ نے اس کی کچھ تفصیل بیان فرمائی ہے کہ کیا کیا ہوا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''غرض اس مدت تک روزے رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع واقسام کے مکاشفات تھے''۔ یہ یاد رکھنے والی بات ہے۔ ''لیکن مَیں ہر ایک کو صلاح نہیں دیتا کہ وہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا۔ یاد رہے کہ میں نے کشف صریح کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر جسمانی سختی کشی کا حصہ آٹھ یا نو ماہ تک لیا اور بھوک اور پیاس کا مزہ چکھا اور پھر اس طریق کو علی الدوام بجالانا چھوڑ دیا''۔ پس آپ کو خدا تعالیٰ نے یہ مقام دینا تھا اس کی وجہ سے اجازت ہوئی۔ پھر اس کے بعد کبھی اس پر آپ نے عمل نہیں کیا۔ فرمایا کہ کبھی کبھی میں روزے رکھ لیتا تھا۔ نیز دوسروں کو بھی، اپنے ماننے والوں کو بھی اس طرح کرنے سے آپ نے منع فرمایا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایک یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ نے آ کر ایک جماعت بنا کر ایک فساد پیدا کر دیا اور مسلمانوں میں بقول آپ کے آپ نے ایک تہتّرواں فرقہ بنا دیا۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ تفرقے کم کئے جاتے۔ یہ الٹا ایک زائد فرقہ بنا کر مزید تفرقہ ڈال دیا۔ تو یاد رکھنا چاہئے کہ انبیاء کی بعثت کے وقت یہ باتیں کہی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی یہی الزام مکّہ والے لگاتے تھے کہ بھائی بھائی کو جدا کر دیا۔ ہمیں آپس میں پھاڑ دیا۔ تفرقے پیدا کر دیئے۔ دشمنیاں پیدا کر دیں۔ حالانکہ فساد کی حالت تو ان میں پہلے سے تھی۔ اور یہی حال آجکل کے مسلمانوں کا تھا اور اب بھی ہے کہ فساد کی حالت ان میں موجود ہے۔ نبی تو اللہ تعالیٰ اس لئے بھیجتا ہے کہ فساد کی حالت کو دور کرے اور ایک ہاتھ پر جمع ہو کر یہ لوگ ایک بننے، وحدت بننے کی کوشش کریں۔ پس جو ایمان لاتے ہیں وہ امن میں آتے ہیں۔ ایک وحدت بن جاتے ہیں۔ فسادوں سے دور ہٹ جاتے ہیں۔ اور دوسرے مخالفین جو ہیں وہ فسادوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اب ہمارے خلاف چاہے جتنے مرضی مخالفین اکٹھے ہو کے مخالفت کرتے رہیں لیکن آپس میں پھر بھی یہ لوگ پھٹے ہوئے ہیں۔ دل ان کے پھٹے ہوئے ہیں۔ ایک نہیں ہیں۔ آپس میں پھر سر پھٹول ان کی ہوتی رہتی ہے۔ اور جب تک یہ امام کو نہیں مانیں گے یہ اسی طرح ہوتا رہے گا چاہے ہمیں یہ مسلمان کہیں یا غیر مسلم کہیں یا جو بھی یہ نام لیں۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تعریف کے مطابق بھی حقیقی مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام کے کہنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔

حضرت مصلح موعود انہی فسادوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ ''ایک دوست نے سنایا کہ ایک مرتبہ ایک اہل حدیث حنفیوں کی مسجد میں ان کے ساتھ باجماعت نماز پڑھ رہا تھا۔ التحیات میں اس نے انگلی اٹھا لی۔ تشہد کے وقت اس کا انگلی اٹھانا تھا کہ تمام مقتدی نمازیں توڑ کر اس پر ٹوٹ پڑے اور حرامی حرامی کہنا شروع کر دیا''۔ یعنی حنفیوں کا ایک عقیدہ ہے کہ تشہد پہ انگلی نہیں اٹھاتے۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ نماز توڑنا کتنا جرم ہے۔ اس کی انگلی کو ہی دیکھ رہے تھے۔ نماز توڑ کر اس کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور اس کو مارنا شروع کر دیا۔ تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''یہ فساد حضرت مسیح موعود کے آنے سے پہلے ہی تھے۔ مسیح موعود نے تو آ کر اصلاح کی۔ چوٹ لگانے والا فسادی ہوتا ہے''۔ (اب یہ پوچھ رہے ہیں کہ جو کسی کو مارتا ہے وہ فسادی ہوتا ہے، چوٹ لگانے والا فسادی ہوتا ہے) یا ڈاکٹر؟ جو نشتر لے کر علاج پر آمادہ ہوتا ہے''۔ (دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں جو زخم لگاتے ہیں۔ ایک وہ جو کسی کو مار کر زخم لگاتا ہے۔ چوٹ لگا کر زخم لگاتا ہے۔ اور ایک ڈاکٹر ہے جو علاج کی غرض سے زخم لگاتا ہے۔) ''ایک شخص کو بخار ہے۔ منہ کڑوا ہو۔ ڈاکٹر کونین دے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ظالم نے منہ کڑوا کر دیا۔ اگر ڈاکٹر بلغم کو نہ نکالتا تو جسم کی خرابی بڑھ جاتی۔ بلغم نکال دینے پر اعتراض کیسا؟ ہڈی ٹوٹی رہتی اگر زخم کو نشتر سے صاف نہ کیا جاتا۔ اس پر جلن آمیز دوائی نہ چھڑکی جاتی تو مریض کی حالت کس طرح بہتر ہو سکتی۔ اس کی تو جان خطرے میں پڑ جاتی۔ اس صورت میں کس طرح کوئی ڈاکٹر کو ملزم بنا سکتا ہے۔'' (پس ڈاکٹر اگر کسی کو کوئی تکلیف دیتا ہے تو علاج کی غرض سے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ''ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اسی تفرقے کے متعلق سوال کیا کہ آپ نے آ کے مزید تفرقہ ڈال دیا اور پہلے ہی اتنا فساد پھیلا ہوا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اچھا بتاؤ کہ اپنا اچھا دودھ سنبھالنے کے لئے دہی کے ساتھ ملا کر رکھتے ہیں یا علیحدہ؟'' (دودھ کو اگر سنبھالنا ہو تو دہی سے علیحدہ رکھتے ہیں تا کہ اس پہ کہیں چھینٹا وغیرہ نہ پڑ جائے کیونکہ دودھ اس سے خراب ہو جاتا ہے۔) ''ظاہر ہے کہ دہی کے ساتھ اچھا دودھ ایک منٹ بھی اچھا نہیں رہ سکتا۔ پس فرستادہ جماعت کا درماندہ جماعت سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا۔'' (یہ جو فرقہ بنایا یا علیحدہ جماعت قائم کی یہ ایک فرستادے کی جماعت ہے اور اس کا اس جماعت سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا۔ ان لوگوں سے علیحدہ کیا جانا ضروری تھا جو بگڑے ہوئے ہیں۔) ''جس طرح بیمار سے پرہیز نہ ہو تو تندرست بھی ساتھ گرفتار ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ روحانی بیماروں سے فرستادہ جماعت کو علیحدہ رکھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جنازہ شادی نماز وغیرہ علیحدہ ہو۔'' عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں ''کیونکہ اکثر عورتیں ہی اختلاف کرتی ہیں اس لئے میں عورتوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ جس طرح مریض کے ساتھ تندرست کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ یاد رکھو یہی حالت تمہاری غیر احمدیوں سے تعلق رکھنے میں ہو گی۔ اکثر عورتیں کہتی ہیں کہ بہن یا بھائی کا رشتہ ہوا چھوڑا کس طرح جائے''۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر زلزلہ آ جائے یا آگ لگ جائے تو ایک بہن بھائی کی پرواہ نہ کر کے بلکہ اس کو پیچھے دھکیل کر خود اس گرتی ہوئی چھت سے جلد نکل بھاگنے کی کوشش کرے گی تو پھر دین کے معاملے میں کیوں یہ خیال کیا جاتا ہے؟ دراصل یہ آرام کے جذبات ہیں'' (اگر اس کو سمجھا جائے اور ایک مصیبت سمجھی جائے تو پھر ایسے خیالات نہ آئیں کہ کیوں علیحدہ کیا جائے۔ ہم میں پھاڑ کیوں ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ یہ مصیبت کے وقت نہیں ہوتا۔ کیونکہ تم اس کو سمجھتے نہیں۔ ابھی دین کا ادراک حاصل نہیں ہوا اس لئے یہ آرام کے جذبات حاوی ہو رہے ہیں۔ مصیبت کے جذبات ہوں تو یہ ردّ عمل اس طرح نہ ہو۔) ''اگر خدا رات کو تم میں سے کسی کے پاس فرشتہ ملک الموت بھیجے جو کہے کہ حکم تو تیرے بھائی یا دوسرے عزیز کی جان نکالنے کا ہے مگر خیر میں اس کے بدلے تیری جان لیتا ہوں تو کوئی بھی (اس کو قبول نہیں کرے گا) عورت قبول نہیں کرے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا (التحریم: 7) یعنی بچاؤ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی جانوں کو آگ سے۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیرو اگر دوسرے غیر احمدی سے بیاہی گئی تو خاوند کی وجہ سے یقیناً وہ احمدیت سے دور ہو جائے گی یا اگر دُور نہیں ہو گی تو کُڑھ کُڑھ کر مر جائے گی۔ (کیونکہ یہی ہوتا ہے کہ گھروں میں جا کے پھر اس پر سختیاں ہوتی ہیں۔) اپنے رشتہ داروں سے الگ کی جائے گی بوجہ تعصب مذہبی کے۔ (اور یہ آجکل بھی اسی طرح ہوتا ہے۔) تو یہ ایک آگ ہے۔ کیا خود اپنے ہاتھ سے کوئی عورت اپنی بیٹی کو آگ میں ڈالتی ہے؟ مگر اس طرح ایک تھوڑے سے تعلقات کے لئے اسے آگ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ پس اس سے بچنا چاہئے۔''

(مستورات سے خطاب۔ انوار العلوم جلد 11 صفحہ 519-518)

پس اگر ہم احمدی غیروں میں رشتہ نہیں کرتے جو بڑا الزام لگایا جاتا ہے تو یہ تفرقے نہیں ہیں بلکہ اپنے آپ کو بچانے کی کوشش ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی کوشش ہے۔ لیکن یہ خیال اسے ہی آ سکتا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی روح کو سمجھے اور اس میں لڑکے بھی شامل ہیں۔ وہ احمدی لڑکے جو احمدی لڑکیوں کو چھوڑ کر غیروں سے شادی کرتے ہیں۔ پس لڑکوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر وہ اپنے آپ کو احمدی کہلواتے ہیں اور حقیقی احمدی سمجھتے ہیں تو پھر صرف ذاتی خواہشات کو نہ دیکھیں اور جب شادی کا وقت آئے تو احمدی لڑکیوں سے شادیاں کریں۔ اپنی دنیاوی خواہشات پر اپنی اگلی نسل اور دین کو ترجیح دیں ورنہ نسلیں صرف

لڑکیوں کے غیروں میں بیاہنے سے برباد نہیں ہوتیں بلکہ لڑکوں کے غیروں میں شادیاں کرنے سے بھی برباد ہوتی ہیں۔ ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ احمدی صرف معاشرتی دباؤ یا رشتہ داری کی وجہ سے احمدی نہ ہو بلکہ دین کو سمجھ کر احمدی بننے کی کوشش کریں۔ اگر احمدی لڑکے باہر شادیاں کرتے رہیں گے تو پھر احمدی لڑکیاں کہاں بیاہی جائیں گی۔ پس لڑکوں کو بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر اب بھی اس بارے میں احتیاط نہ کی گئی اور اس طرف اب بہت زیادہ رجحان ہونے لگ گیا ہے تو پھر آئندہ یہ رجحان مزید بڑھتا چلا جائے گا اور پھر نسل میں احمدیت نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ کسی پر خاص اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔

مَیں تو اکثر باہر رشتے کرنے والے لڑکوں کو بھی یہ کہتا ہوں کہ تم احمدی لوگ اگر لڑکیوں کے بھی حق ادا کرو، اگر کسی وجہ سے، مجبوری سے خود رشتہ باہر کیا ہے تو کسی نوجوان کو احمدیت میں شامل کرواور اُسے مخلص احمدی بناؤ اور پھر اس کا احمدی لڑکی سے رشتہ کرواؤ۔ اس سے تمہیں تبلیغ کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ اور پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس احساس کی وجہ سے خود بھی احمدی لڑکیوں سے شادی کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔

بہرحال لڑکیوں کی شادیوں کے مسائل ہیں اور یہ آج ہی نہیں ہمیشہ سے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’ایک اہم مسئلہ جس پر مَیں آج کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں نکاح کا سوال ہے اور اسی کے ضمن میں کُفو کا سوال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو شادیوں کے متعلق جو مشکلات پیش آتی ہیں مجھے پہلے بھی ان کا علم تھا لیکن اس نو ماہ کے عرصے میں تو بہت ہی مشکلات اور رکاوٹیں معلوم ہوئی ہیں۔ (یہ نو ماہ کا عرصہ آپ بیان فرما رہے ہیں۔ یہ تقریر آپ نے 1914ء میں اپنی خلافت کے تقریباً نو ماہ بعد جلسہ سالانہ ہوا تھا اس میں کی تھی) اور لوگوں کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملے میں ہماری جماعت کو سخت تکلیف ہے۔ آج بھی یہی حال ہے۔ یہ تکلیف جو ہے یہ جاری ہے اور مشکلات ہیں لیکن ان مشکلات کو ہم نے حل بھی کرنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے متعلق تجویز کی تھی کہ احمدی لڑکیوں اور لڑکوں کے نام ایک رجسٹر پر لکھے جائیں اور آپ نے یہ رجسٹر کسی شخص کی تحریک پر کھلوایا تھا۔ اس نے عرض کیا تھا کہ حضور شادیوں میں سخت دقّت ہوتی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ غیروں سے تعلق پیدا نہ کرو۔ اپنی جماعت متفرق ہے۔ اب کریں تو کیا کریں؟ ایک ایسا رجسٹر ہو جس میں سب ناکتخدا لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں۔ (یعنی ایسے لڑکوں اور لڑکیوں کے نام ہوں جن کے رشتے نہیں ہوئے ہوئے) تا رشتوں میں آسانی ہو۔ حضور سے جب کوئی درخواست کرے تو اس رجسٹر سے معلوم کر کے اس کا رشتہ کروا دیا کریں کیونکہ کوئی ایسا احمدی نہیں ہے جو آپ کی بات نہ مانتا ہو۔ (یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس شخص نے کہا) بعض لوگ اپنی کوئی غرض درمیان میں رکھ کر کوئی بات پیش کرتے ہیں اور ایسے لوگ آخر میں ضرور ابتلاء میں پڑتے ہیں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ اپنے مسائل تو لوگ پیش کرتے ہیں، جب کوئی بات عرض کرتے ہیں لیکن کوئی غرض اپنی ذاتی بھی ہوتی ہے اور پھر اس وجہ سے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ تو فرماتے ہیں کہ) اس شخص کی بھی نیّت معلوم ہوتا ہے درست نہیں تھی۔ انہی دنوں میں ایک دوست کو جو نہایت مخلص اور نیک تھے شادی کی ضرورت ہوئی۔ اسی شخص کی جس نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ رجسٹر بنایا جائے (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ تجویز پیش کی تھی ناں کہ رجسٹر بنایا جائے۔ اس کی) ایک لڑکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دوست کو اس شخص کا نام بتایا کہ اس کے ہاں تحریک کرو۔ (یعنی جس نے تجویز پیش کی تھی اس کی لڑکی تھی۔ جب ایک رشتہ آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی کے گھر رشتہ بھجوا دیا۔) لیکن اس نے نہایت غیر معقول عذر کر کے رشتے سے انکار کر دیا اور لڑکی کہیں غیر احمدیوں میں بیاہ دی۔ جب حضرت صاحب کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ آج سے مَیں شادیوں کے معاملے میں دخل نہیں دوں گا اور اس طرح یہ تجویز رہ گئی۔ لیکن اگر اس وقت یہ بات چل جاتی تو آج احمدیوں کو وہ تکلیف نہ ہوتی جو اَب ہو رہی ہے۔‘‘ (برکاتِ خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 صفحہ 209)

بعض دفعہ نبی کے سامنے ایک انکار جو ہے پھر جماعت کے لئے مستقل ابتلاء بن جاتا ہے۔ غیروں میں بیاہنے کے کچھ عرصے بعد ہی اکثر کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جاتا ہے اور جو بڑے مسائل پیدا ہو رہے ہوتے ہیں ان کا بھی پتا لگ جاتا ہے۔ اب بھی کئی لوگ اور لڑکیاں خود لکھتی ہیں یا ان کے ماں باپ کہ یہ فیصلہ کیا جس کا ہم خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ دین سے بھی دوری ہو گئی ہے۔ اور بعض سسرالوں نے یا خاوندوں نے تو ماں باپ سے اور رشتہ داروں سے ملنے جلنے کے لئے پابندی لگا دی ہے۔ لیکن وہ لوگ بھی ہیں جو اپنی اَنا میں آ کر بعض دفعہ اچھے بھلے احمدی رشتوں کو ٹھکرا دیتے ہیں جبکہ لڑکیاں بھی راضی ہوتی ہیں لڑکے بھی راضی ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض جگہ مَیں نے بھی کہا کہ رشتہ کر لو لیکن اَنا کی وجہ سے انکار کیا۔ بہرحال اگر ایسے لوگ موجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کیا تو اب میری بات کا انکار کرنا تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے۔ لیکن پھر ایسوں کے انجام بھی بڑے بھیانک ہو جاتے ہیں۔ جرمنی میں ایک ایسا ہی واقعہ ہوا تھا کہ ماں باپ نے بیٹی کی مرضی کے مطابق شادی نہیں کی یا اس کے اصرار پر بیٹی کو ہی قتل کر دیا اور اب جیل میں پڑے ہوئے ہیں۔ پس اگر احمدی لڑکا اور لڑکی شادی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے ماں باپ کو بھی ضد نہیں کرنی چاہئے۔ ذاتوں اور اَناؤں کے چکر میں نہیں آنا چاہئے۔

بیاہ شادی کے بارے میں ایک یہ مسئلہ لڑکیوں پر بھی واضح ہونا چاہئے کہ باوجود اس کے کہ لڑکی کی پسند بھی رشتے میں شامل ہونی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پسند کو قائم فرمایا ہے کہ لڑکی کی مرضی شامل ہو لیکن اسلام اس بات کی پابندی بھی ضرور کرواتا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور واقعہ میں آپ اسی کی طرف سے ہیں تو ہماری شریعت یہی کہتی ہے (یعنی اسلام کی شریعت یہی کہتی ہے) کہ ولی کی اجازت کے بغیر سوائے ان مستثنیات کے جن کا استثناء خود شریعت نے رکھا ہے کوئی نکاح جائز نہیں۔ اور اگر ہوگا تو وہ ناجائز ہوگا اور ادھالہ ہوگا اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ایسے لوگوں کو سمجھائیں اور اگر نہ سمجھیں تو ان سے قطع تعلق کر لیں۔

اس قسم کے واقعات بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک لڑکی نے جو جوان تھی ایک شخص سے شادی کی خواہش کی مگر اس کے باپ نے نہ مانا۔ وہ دونوں (قادیان کے قریب جگہ تھی) ننگل چلے گئے اور وہاں جا کر کسی مُلّاں سے نکاح پڑھوا لیا اور کہنا شروع کر دیا کہ ان کی شادی ہوگئی ہے۔ پھر وہ قادیان آ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو معلوم ہوا تو آپ نے ان دونوں کو قادیان سے نکال دیا اور فرمایا یہ شریعت کے خلاف فعل ہے کہ محض لڑکی کی رضامندی دیکھ کر ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا جائے۔ وہاں بھی لڑکی راضی تھی اور کہتی تھی کہ مَیں اس مرد سے شادی کروں گی لیکن چونکہ ولی کی اجازت کے بغیر انہوں نے نکاح پڑھوایا اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں قادیان سے نکال دیا۔ اسی طرح (وہاں اس زمانے میں کوئی نکاح حضرت مصلح موعود کے سامنے بھی ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ) یہ نکاح بھی ناجائز ہے اور یہی بات ہے جو میں نے اس مائی سے کہی ہے (لڑکے کی ماں سے کہی ہے۔ ایک عورت آئی تھی کہ کیونکہ لڑکی راضی تھی اس لئے میرے بیٹے نے نکاح کر لیا تو کیا عذاب آ گیا۔) آپ نے فرمایا میں نے اسے کہا دیکھو تمہارے بیٹے کو رشتہ مل رہا ہے اس لئے تم کہتی ہو جب لڑکی راضی ہے تو کسی ولی کی رضامندی کی ضرورت کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن تمہاری بھی لڑکیاں ہیں۔ اگر وہ اب بیاہی جا چکی ہیں تو ان کی بھی لڑکیاں ہوں گی۔ کیا تم پسند کرتی ہو کہ ان میں سے کوئی لڑکی اس طرح نکل کر کسی غیر مرد کے ساتھ چلی جائے۔‘‘ (ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 18 صفحہ 176-175)

پس جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے نہ ہی ماں باپ کو اتنی سختی بلاوجہ کرنی چاہئے کہ بغیر کسی جائز وجہ کے جھوٹی غیرت کے نام پر رشتہ نہ کریں اور قتل تک ظالمانہ فعل کرنے والے بن جائیں۔ اور نہ ہی لڑکیوں کو اسلام اجازت دیتا ہے کہ خود ہی گھر سے جا کر عدالتوں میں یا کسی مولوی کے پاس جا کے شادی کر لیں یا نکاح پڑھوا لیں۔ اگر بعض مجبوری کے حالات ہیں تو لڑکیاں بھی خلیفۂ وقت کو لکھ سکتی ہیں جو حالات کے مطابق پھر جو بھی معروف فیصلہ ہوگا وہ کرے گا۔ پس اگر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے اصول کو سامنے رکھیں گی اور لڑکے بھی سامنے رکھیں گے تو خدا تعالیٰ بھی پھر فضل فرمائے گا۔

ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ ذکر الٰہی کے لئے اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کے لئے، اس سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو سامنے لا کر غور کیا جائے اور ان صفات کے ذریعہ سے پھر ذاتی تعلق بڑھایا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا صحیح اِدراک تبھی حاصل ہوتا ہے اور یہ عام قانون قدرت ہے کہ دنیاوی ظاہری تعلق اور محبت پیدا کرنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ یا تو جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی قربت ہو یا کم از کم اس کا کوئی نقشہ، اس کی کوئی تصویر سامنے ہو تا کہ پسند اور تعلق کا اظہار ہو۔ اس بات کو بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’محبت کے لئے ضروری ہے کہ یا تو کسی کا وجود سامنے ہو اور یا اس کی تصویر سامنے ہو۔ (یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آج کے زمانے میں رشتہ والے کہتے ہیں جی تصویریں بھیجیں)۔ فرمایا کہ مثلاً اسلام نے یہ کہا ہے کہ جب تم شادی کرو تو شکل دیکھ لو اور جہاں شکل دیکھنی مشکل ہو وہاں تصویر (آجکل کے زمانے میں، اُس زمانے میں بھی دیکھی جا سکتی تھی، اب بھی) ’’دیکھی جا سکتی ہے۔ مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مثلاً میری جب شادی ہوئی میری عمر چھوٹی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈاکٹر رشید الدین صاحب کو لکھا کہ لڑکی کی تصویر بھیج دیں۔ انہوں نے تصویر بھیج دی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصویر مجھے دے دی۔ میں نے جب کہا کہ مجھے یہ لڑکی پسند ہے تب آپ نے میری شادی وہاں کی۔ پس بغیر دیکھنے کے محبت ہو تو کیسے۔ یہ تو ایسی ہی چیز ہے کہ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے آئے۔ (اب خدا تعالیٰ کی محبت کا ذکر شروع ہو گیا کہ اس کی محبت کس طرح ہو۔ خدا تعالیٰ تمہارے سامنے آئے) اور تم آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو اور پھر کہو کہ خدا تعالیٰ کی محبت ہو جائے (بغیر اُسے دیکھے) وہ محبت ہو کیسے؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر ہے کہ:

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

یعنی کچھ تو ہو۔ اگر محبوب خود سامنے نہیں آتا تو اس کی آواز تو سنائی دے۔ اس کے حسن کی کوئی نشانی تو نظر

آئے۔ یہ تصویر ہے خدا تعالیٰ کی۔ (خدا تعالیٰ کی تصویر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ ربّ ہے، رحمان ہے، رحیم ہے، مالک یوم الدین ہے، ستار ہے، قدوس ہے، مؤمن ہے، مہیمن ہے، سلام ہے، جبار ہے اور قہار ہے اور دوسری صفات الٰہیہ۔ یہ نقشے ہیں جو ذہن میں کھینچے جاتے ہیں۔ جب متواتر ان صفات کو ہم اپنے ذہن میں لاتے ہیں اور ان کے معنوں کو ترجمہ کر کے ذہن میں بٹھا لیتے ہیں تو کوئی صفت خدا تعالیٰ کا کان بن جاتی ہے۔ کوئی صفت آنکھ بن جاتی ہے۔ کوئی صفت ہاتھ بن جاتی ہے اور کوئی صفت دھڑ بن جاتی ہے اور یہ سب مل کر ایک مکمل تصویر خدا تعالیٰ کی بن جاتی ہے۔''

(ماخوذ از الفضل 18 جولائی 1951ء صفحہ 5 جلد 39/5 نمبر 166)

پس اللہ تعالیٰ سے محبت کے لئے ان صفات کا تصور اور مستقل اپنے سامنے رکھنا حقیقی محبت الٰہی کو حاصل کرنے والا بناتا ہے اور تبھی انسان پھر اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایک حقیقی مومن کو دین کے لئے غیرت اور جوش دکھانا چاہئے۔ اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے مَیں نے بارہا سنا ہے اور سینکڑوں صحابہ ابھی ہم میں ایسے زندہ ہیں جنہوں نے سنا ہوگا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں کہ وہ اپنی طبیعت کی افتاد کی وجہ سے یا باوجود اپنی نیک نیتی اور نیک ارادوں کے کوئی صحیح طریق اختیار نہیں کر سکتیں۔ آپ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص تھا اس نے کسی دوست سے کہا کہ میری لڑکی کے لئے کوئی رشتہ تلاش کرو۔ کچھ روز کے بعد ان کا دوست آیا اور کہا کہ میں نے موزوں رشتہ تلاش کر لیا ہے۔ اس نے پوچھا کہ لڑکے کی کیا تعریف ہے۔ اس کا بیان کرو۔ وہ کہنے لگا لڑکا بڑا ہی شریف ہے اور بھلا مانس ہے۔ اس نے کہا کوئی اور حالات اس کے بیان کرو۔ اس نے جواب دیا بس جی اور حالات کیا ہیں۔ بے انتہا بھلا مانس ہے۔ پھر اس نے کہا کوئی اور بات اس کی بتاؤ (صرف بھلا مانسی تو کوئی چیز نہیں۔) اس نے جواب دیا کہ اور کیا بتاؤں۔ بس کہہ جو دیا کہ وہ انتہا درجہ کا بھلا مانس ہے۔ اس پر لڑکی والے نے کہا کہ میں اس سے رشتہ نہیں کر سکتا جس کی تعریف سوائے بھلا مانس ہونے کے اور ہے ہی نہیں۔ (نہ کوئی کام، نہ کوئی اور چیز صرف بھلا مانس ہے۔) کل کو اگر کوئی میری لڑکی کو ہی اٹھا کے لے جائے تو پھر وہ اپنی بھلا مانسی میں چُپ کر کے بیٹھا رہے گا۔ تو بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں صرف بھلے مانسی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ غیرت اور دین کا جوش نہیں پایا جاتا (دین کے معاملے میں بھی ایسے ہوتے ہیں۔ بڑے شریف ہیں، بڑے بھلا مانس ہیں۔ دین کی نہ غیرت ہوتی ہے نہ دین کے متعلق کوئی جوش پایا جاتا ہے اور) بوجہ نیک نیت ہونے کے مومن تو ضرور کہلاتے ہیں مگر ان کی بھلا مانسی خود ان کے لئے اور جماعت کے لئے بھی مضر پڑا کرتی ہے۔''

(ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 18 صفحہ 206)

اس لئے بہرحال غیرت دکھانی چاہئے۔ پس ایسے لوگ جو بعض دفعہ نظام جماعت پر اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں اور اس قسم کے جو بھلے مانس لوگ ہوتے ہیں وہ ان اعتراض کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ بہرحال غلط کام کرتے ہیں۔ صرف بھلے مانسی یہاں کوئی چیز نہیں ہے۔ ایسی مجلسوں میں بیٹھے رہنا بے غیرتی بن جاتی ہے۔ کم از کم اتنی غیرت ضرور دکھانی چاہئے کہ جہاں بھی ایسے اعتراض ہو رہے ہوں اس مجلس سے اٹھ جایا جائے اور اگر ایسی باتیں کرنے والا مستقل فتنہ پھیلانے والا ہو تو پھر نظام کو بتانا چاہئے اور نظام جماعت کو خلیفہ وقت کے علم میں یہ باتیں لانی چاہئیں تا کہ اس کے تدارک کے طور پر جو بھی اقدام کرنے ہوں کئے جائیں۔

اب ایک واقعہ غیر از جماعت مولویوں کا بیان کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف کس طرح لوگوں کے دلوں میں بغض اور کینہ بھرنے کی کوشش کرتے تھے، ورغلاتے تھے۔ کس طرح جھوٹ بولتے تھے اور اب بھی بولتے ہیں اور آپ پہ کیسے کیسے الزام لگائے جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ساحر کہتے تھے (یہ لوگ جادوگر کہتے تھے)۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دوست نے سنایا کہ فیروز پور کے علاقے میں ایک مولوی تقریر کر رہا تھا کہ احمدیوں کی کتابیں بالکل نہیں پڑھنی چاہئیں۔ (غیر احمدی مولوی اپنے لوگوں کو بتا رہا تھا کہ احمدیوں کی کتابیں بالکل نہیں پڑھنی چاہئیں) اور قادیان میں ہرگز نہیں جانا چاہئے اور اس کذّاب نے لوگوں کو اپنا ایک من گھڑت واقعہ بھی اپنی بات کی تائید میں سنا دیا۔ (یہ تقریر کرتے ہوئے اب وہ اپنی بات کو کس طرح وزن دے تو اس نے یہ واقعہ آپ ہی گھڑ کے سنا دیا۔ کہنے لگا کہ ایک دفعہ میں قادیان گیا میرے ساتھ ایک رئیس بھی تھا۔ (ہم قادیان گئے۔) ہم مہمان خانے میں جا کے ٹھہر گئے اور کہا کہ مرزا صاحب سے ملنا ہے۔ تھوڑی دیر میں مولوی نورالدین صاحب آ گئے اور بڑی میٹھی میٹھی باتیں کرنے لگے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد ہمارے لئے ایک شخص حلوہ لایا اور مولوی نورالدین صاحب نے کہا کہ یہ آپ لوگوں کے لئے تیار کرایا گیا ہے۔ مولوی صاحب کہنے لگے مَیں تو جانتا تھا اس لئے سمجھ گیا کہ اس حلوے پر جادو کیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے تو اسے ہاتھ تک نہ لگایا۔ مگر میرے ساتھی کو پتا نہ تھا اس نے وہ حلوہ کھا لیا اور میں کوئی بہانہ بنا کر وہاں سے کھسک گیا۔ مولوی نورالدین صاحب کو یہ پتا نہ لگ سکا کہ میں نے حلوہ نہیں کھایا۔ (ایسا میں نے داؤ چلایا۔) تھوڑی دیر کے بعد میرا وہ ساتھی جس نے حلوہ کھا لیا تھا کہنے لگا کہ میرے دل کو تو ایسی کشش ہو رہی ہے کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں گویا اس پر حلوے کا اثر ہو گیا۔ مگر میں نے تو کھایا ہی نہیں تھا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے اس لئے مجھ پر ماحول کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ تھوڑی دیر ہوئی تھی تو مرزا صاحب نے اپنی فٹن تیار کرائی اس میں وہ خود بھی بیٹھے اور مولوی نورالدین صاحب کو بھی بٹھایا۔ مجھے بھی ساتھ بٹھا لیا۔ (پھر مولوی صاحب جھوٹ بولتے ہیں کہنے لگے کہ مرزا صاحب) مجھ سے باتیں کرنے لگے۔ مَیں بھی تجربہ کرنے کے لئے سر ہلاتا تھا۔ (ہاں ہاں کرتا گیا۔) انہوں نے سمجھا یہ مان لے گا۔ اس نے حلوہ کھایا ہوا ہے (اس لئے یہ ضرور مان لے گا کیونکہ حلوہ پہ جادو کیا ہوا تھا۔ مولوی صاحب فرمانے لگے) پہلے تو انہوں نے کہا کہ مَیں نبی ہوں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہوں (نعوذ باللہ) اور پھر کہا کہ مَیں خدا ہوں (نعوذ باللہ)۔ یہ باتیں سن کر مَیں نے کہا اَسْتَغْفِرُ اللہ۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ (مولوی صاحب نے فرمایا) اس پر مرزا صاحب نے مولوی نورالدین سے حیرت کے ساتھ پوچھا کہ کیا اسے حلوہ نہیں کھلایا تھا؟ (اس پہ جادو ہی نہیں ہوا۔) انہوں نے کہا کھلایا تو تھا۔ (تو پھر جادو نہیں ہوا۔ بڑی حیرت کی بات ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ بھی بعض دفعہ موقع پر ہی ان کے جھوٹ کھول دیتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔) مولوی صاحب کی اسی مجلس میں ایک غیر احمدی وکیل بھی بیٹھے ہوئے تھے (لیکن شریف النفس تھے۔ غیر احمدی تھے) جو کسی زمانے میں یہاں حضرت خلیفہ اول کے پاس علاج کے لئے آئے تھے۔ مولوی صاحب کی یہ بات سن کر وہ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ میں تو مولویوں سے پہلے ہی بدظن تھا اور سمجھتا تھا کہ یہ لوگ بہت جھوٹے ہوتے ہیں لیکن آج میں نے سمجھا کہ ان سے زیادہ جھوٹا اور کوئی ہوتا ہی نہیں۔ (وکیل صاحب کہنے لگے کہ) انہوں نے لوگوں سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ مَیں احمدی نہیں ہوں۔ (وکیل صاحب نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں احمدی نہیں ہوں) مگر میں علاج کے لئے خود وہاں ہو کر آیا ہوں اور وہاں رہا ہوں۔ مولوی نے جتنی بھی باتیں کی ہیں یہ سب غلط ہیں۔ فٹن تو کجا وہاں تو کوئی ٹانگہ بھی نہیں ہے اور اس زمانے میں یکّے ہوتے تھے۔ (اب یہ مولوی صاحب تفصیل بیان کر رہے ہیں ناں کہ یہ فٹن آ کے کھڑی ہوئی اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے اور خلیفہ اول کو اس میں بٹھایا اور ساتھ مجھے بٹھا لیا۔ فٹن کا کوئی تصور ہی نہیں تھا وہاں قادیان میں اس وقت۔ ٹانگہ بھی نہیں ہوتا تھا) اور پھر خدا تعالیٰ کی یہ بھی عجیب قدرت ہے کہ فٹن تو آج تک یہاں نہیں ہے (حضرت مصلح موعود جب بیان کر رہے ہیں اس وقت تک وہاں فٹن کا کوئی تصور نہیں تھا) تو حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اب بھی ایسے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ یہاں جادو ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اس جماعت میں داخل ہوتے ہیں ان کو ماریں پڑتی ہیں۔ گالیاں دی جاتی ہیں۔ بے عزت کیا جاتا ہے۔ ان کو مالی نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ پھر بھی یہ فدائی رہتے ہیں اور احمدیت کو نہیں چھوڑتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کو مار پیٹ، گالی گلوچ اور نقصانات کی وجہ سے ڈر جانا چاہئے مگر ان پر کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا۔'' (ماخوذ از خطبات محمود۔ جلد 23 صفحہ 496 تا 498)۔ اس لئے یقیناً کوئی جادو ہوتا ہے کہ یہ اس طرح اپنے ایمان پہ قائم رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان جھوٹے مولویوں سے بھی اُمّت کو بچائے اور لوگوں کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد میں دو جنازے بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ حاضر ہے جو مکرمہ سکینہ ناہید صاحبہ بنت مکرم محمد دین صاحب مرحوم آف جموں کشمیر کا ہے۔ اور یہ مکرم شیخ محمد شریف صاحب مرحوم کی اہلیہ ہیں۔ 3/اپریل کو 90 سال کی عمر میں یہاں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحومہ کے خاندان میں احمدیت آپ کے والد صاحب کے ذریعہ آئی تھی۔ مرحومہ نے کشمیر میں مخالفت کے باوجود 16 سال کی عمر میں بیعت کی توفیق پائی۔ شادی کے بعد پٹھانکوٹ مقیم ہوئیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور حضرت ام المومنین جب ڈلہوزی تشریف لے جاتے تو آپ کو ان کی مہمان نوازی کا موقع ملتا رہا۔ پاکستان بننے پر اپنے شوہر کے ساتھ بدوملہی شفٹ ہو گئیں۔ یہاں کئی سال تک انہیں صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1974ء میں مخالفین نے آپ کا گھر لُوٹ کر جلا دیا لیکن آپ نے بڑے حوصلہ اور صبر سے اس وقت کو گزارا۔ پھر یہاں یوکے میں یہ شفٹ ہو گئیں۔ بڑی محبت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق پائی۔ نظام جماعت اور خلافت سے بہت عقیدت کا تعلق تھا۔ باوجود بیماری کے اور بڑھاپے کے باقاعدہ مجھے وقتاً فوقتاً ملنے آتی تھیں اور ان میں بڑا ہی اخلاص تھا۔ بہت نیک، تہجد گزار، نماز روزہ کی پابند بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں اپنے پیچھے تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

دوسرا جنازہ مکرم شوکت غنی صاحب شہید کا ہے جو کہ قاضی عبدالغنی صاحب کے بیٹے ہیں۔ ندھیری آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ آجکل ربوہ میں آباد ہیں۔ یہ پاک فوج کے تحت بطور سپاہی گوادر بلوچستان کے علاقہ پسنی میں آپریشن ضرب عضب میں حصہ لے رہے تھے۔ 3/اپریل 2016ء کو دہشت گردوں کی اچانک فائرنگ سے 21 سال کی عمر میں وطن پر قربان ہو گئے اور شہادت کا رتبہ پایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ

رَاجِعُوْنَ ۔مولوی الزام لگاتے ہیں کہ احمدی وطن کے دشمن ہیں۔اب شہادتیں پیش کرنے والے اور قربانیاں دینے والے احمدی ہی ہیں۔

شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے پڑدادا مکرم قاضی فیروز دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن مکرم قاضی خیرالدین صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے گوئی آزاد کشمیر سے مکرم محبوب عالم صاحب کے ساتھ قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ان کے ہمراہ شہید مرحوم کے پڑنانا مکرم بہادر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دستی بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔فیروز الدین صاحب کا خاندان گوئی میں امام مسجد چلا آرہا تھا اور علاقہ میں نمایاں حیثیت کا حامل تھا۔مکرم فیروز الدین صاحب کو بیعت کے بعد اپنے خاندان کی طرف سے شدید مخالفانہ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔بائیکاٹ اور جائیداد سے محرومی کے باوجود آپ احمدیت پر قائم رہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑا مخلص خاندان تھا۔قاضی فیروز الدین صاحب کو دمہ کی بڑی تکلیف تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔حضور نے فرمایا اللہ شفا دے گا۔اس دعا کی برکت سے آپ کا شدید دمہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اور آپ نے 80 سال سے زائد عمر پائی۔

شہید مرحوم کے والد عبدالغنی صاحب فیملی کے ہمراہ فروری 2013ء میں کشمیر سے ہجرت کر کے ربوہ میں شفٹ ہو گئے تھے اور یہیں رہائش اختیار کی تھی۔شہید کی پیدائش ندھیری آزاد کشمیر کی ہے جہاں وہ 4/مئی 1995ء کو پیدا ہوئے۔میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ڈیڑھ سال قبل فوج میں بحیثیت سپاہی بھرتی ہوئے۔ابھی ٹریننگ مکمل کی تھی اور پاسنگ آؤٹ پریڈ مکمل ہونے کے بعد آجکل دہشت گردوں کے خلاف جو آپریشن ہے اس میں گوادر سیکٹر بلوچستان میں ڈیوٹی پر متعین تھے۔دو اور تین اپریل کی درمیانی شب یہ شہادت کا واقعہ پیش آیا۔شہادت کے بعد شہید مرحوم کی میت براستہ کراچی، لاہور اور پھر ربوہ لائی گئی جہاں پورے فوجی اعزاز کے ساتھ تدفین عمل میں آئی۔شہید مرحوم نظام وصیت میں شامل تھے۔اس کے علاوہ بیشمار خوبیوں کے حامل تھے۔ملنساری، مہمان نوازی اور ہمدردی کا عنصر نمایاں تھا۔ہر ایک کی مدد کے لئے تیار رہتے تھے۔نمازوں کے پابند تھے۔خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔پوسٹنگ کے بعد بھی جب دور دراز علاقوں میں ہوتے تھے تو براہ راست فون کے اوپر خطبہ سنتے تھے۔شہادت سے دو روز قبل اپنے تمام تر چندہ جات بھی ادا کر دیئے۔ان کی آواز بھی بڑی اچھی تھی۔ملازمت کے دوران وہاں ایک فنکشن میں غیر احمدیوں کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک منظوم کلام بڑی خوش الحانی سے انہوں نے سنایا۔بہت سے غیر از جماعت وہاں آئے ہوئے تھے۔انہوں نے بڑی داد دی اور ان سے یہ پوچھنے لگے کہ اس قدر خوبصورت منظوم کلام کس کا ہے۔ہم نے تو اس سے قبل یہ کبھی نہیں سنا۔ہمدردیٔ خلق کی صفت بھی ان میں بڑی نمایاں تھی۔ملازمت کی ابتدا میں ایک دفعہ ان کو چار ماہ کے واجبات اکٹھے ملے تو اس موقع پر ایک اور فوجی شہید ہو گئے تھے۔انہوں نے اپنے تمام واجبات اپنے ساتھی شہید کی فیملی کو تحفۃً پیش کر دیئے حالانکہ یہ خود بھی گھر کے اکیلے کفیل تھے۔شہید مرحوم کے والد کہتے ہیں کہ شہادت کی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ شہید مرحوم خاندان کے بڑے بزرگان جو وفات پا چکے تھے ان کے ساتھ بیٹھے ہیں اور ان کے چہرے پر ایک نہایت سفید رنگ سے بھرپور روشنی پڑ رہی ہے جس سے ان کا چہرہ نورانی ہو گیا ہے جو دیگر افراد سے نہایت نمایاں دکھائی دے رہا ہے۔ربوہ میں رہائش کے دوران جب رہے ہیں تو مختلف کام کرتے رہے۔یہ زعیم بھی رہے اور عمومی کی ڈیوٹیاں بھی دیتے رہے۔ایک مسجد میں کچھ عرصہ خادم مسجد بھی رہے۔ان کی شادی نہیں ہوئی تھی۔پسماندگان میں والد مکرم عبدالغنی صاحب، والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ، دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند کرتا رہے اور ان کے لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔شہید اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔شاید پہلے مَیں ذکر کر چکا ہوں۔جمعہ کے بعد مَیں انشاء اللہ ان دونوں کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 2/فروری 2016ء بروز منگل قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **عزیزم حامد الدین صاحب (آف کرائیڈن) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

عزیزم حامد الدین۔آف کرائیڈن (ابن مکرم صلاح الدین صاحب)

آپ 30 جنوری 2016ء کو بعارضہ کینسر 25 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے دادا مکرم ماسٹر لال دین صاحب کا تعلق قادیان سے تھا۔آپ وقف نو کی مبارک تحریک میں شامل تھے۔بہت ملنسار، دیندار اور نیک نوجوان تھے۔پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم ماسٹر مقصود احمد صاحب (سابق صدر انصاراللہ۔جرمنی)

4 جنوری 2016ء کو وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔آپ نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کرنے کی توفیق پائی۔آپ 1970 کی دہائی میں جرمنی آئے تھے اس سے قبل ربوہ میں مختلف سکولوں کے انچارج اور ہیڈ ماسٹر رہے۔آپ کا شمار جماعت جرمنی کے ابتدائی ممبران میں ہوتا ہے۔آپ کو جرمنی کے پہلے افسر جلسہ سالانہ ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔لمبا عرصہ فرینکفرٹ سٹی کے صدر اور بعد میں امیر رہے۔آپ کو چند سال صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔مالی قربانی میں دل کھول کر حصہ لیتے تھے۔1/9 حصہ کے موصی تھے۔آپ لمبا عرصہ بیمار رہے لیکن تمام عرصہ بڑے صبر و تحمل سے گزارا۔صوم و صلوٰۃ کے پابند، بہت مشفق، ہر ایک کی مدد کرنے والے، سچے اور صاف دل کے مالک، ایماندار، خاموش طبع، نیک اور مخلص انسان تھے۔نظام جماعت کے وفادار اور خلافت سے عشق کی حد تک پیار کرنے والے تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم ناصر احمد ناصر صاحب (ابن مکرم فتح محمد صاحب۔لاٹھیانوالہ فیصل آباد)

17 جنوری 2016 کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔مرحوم نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، خلافت اور نظام جماعت کے اطاعت گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔آپ نے اپنی جماعت میں سیکرٹری مال کے علاوہ سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری وقف جدید اور سیکرٹری ضیافت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بہن اور تین بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

....

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 9/فروری 2016ء بروز منگل قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **Mrs Zifa Mukhametz Yanova w/o Mr Mirat Muhammad Zyanove۔آف قازان۔تاتارستان۔حال یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

Mrs Zifa Mukhametz Yanova w/o Mr Mirat Muhammad Zyanove۔آف قازان۔تاتارستان۔حال یوکے)

آپ 8/فروری 2016ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ روس کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھیں۔وہاں آپ کو اور آپ کے خاندان کو ابتداء سے ہی احمدیت کی تبلیغ کرنے کی توفیق ملتی رہی۔بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔آپ کے شوہر قازان کے پہلے صدر جماعت تھے۔

اس موقع پر درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب۔ربوہ)

21 جنوری 2016 کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ کے والد حضرت احمد دین صاحب اور دادا حضرت ولی محمد صاحب دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآنِ کریم کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرنے والی، ہمدرد، دوسروں کا خیال رکھنے والی، مہمان نواز، بہت سی خوبیوں کی مالک نیک خاتون تھیں۔خلافت اور نظام جماعت کے ساتھ بہت محبت کرنے والی فدائی خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور 4 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم اقبال احمد منیر صاحب (مربی سلسلہ کراچی) کی والدہ اور مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا کی چچی تھیں۔

(2) مکرمہ امۃ الرؤوف صاحبہ (اہلیہ مکرم ریاض احمد باجوہ صاحب۔ربوہ)

16 جنوری 2016 کو 69 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت علی محمدؓ کی پوتی تھیں۔آپ کو لمبا عرصہ بحیثیت صدر لجنہ اماء اللہ میرپور خاص سندھ خدمت کی توفیق ملی۔بڑی محنت اور خاموشی کے ساتھ جماعتی خدمات سرانجام دیتی رہیں۔آپ کامیاب داعی الی اللہ بھی تھیں۔ آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔خلافت سے والہانہ عقیدت اور عشق و وفا کا تعلق تھا۔آپ نے ایم اے ایم ایڈ کیا تھا اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کے عہدہ تک کام کرتی رہیں۔بہت ایماندار، خوش اخلاق، محنتی افسر تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب ربوہ میں استاد جامعہ احمدیہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الرفیق صاحبہ ا(ہلیہ مکرم رشید احمد چٹھہ صاحب مرحوم۔اسلام آباد)

یکم جنوری 2016 کو 78 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔آپ صوم و صلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نرم مزاج، مہمان نواز، بے لوث خدمت کرنے والی، صابرہ و شاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔آپ نے ساری زندگی دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں ایک لے پالک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

....

☆ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 10/فروری 2016ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

باقی صفحہ نمبر 4 پر ملاحظہ فرمائیں

سرینام میں اسلام احمدیت

مختصر تاریخ، مبلغین سلسلہ کی مساعی، ملکی اخبارات میں جماعتی خبریں۔

لئیق احمد مشتاق مبلغ سلسلہ، سرینام۔جنوبی امریکہ

قسط 4

محترم مولانا حسن بصری صاحب دسمبر 1991ء میں واپس انڈونیشیا تشریف لے گئے اور کچھ وقفے کے بعد محترم مولانا حمید احمد ظفر صاحب سرینام تشریف لائے۔

مولانا حمید احمد ظفر صاحب

مولانا حمید احمد ظفر صاحب کی مارچ 1993ء میں سرینام تقرری ہوئی۔آپ ہالینڈ کے راستے 31؍مئی

1993ء بروز پیر دن ساڑھے تین بجے سرینام پہنچے۔

ایک نہایت مبشر خواب

مولانا حمید احمد ظفر صاحب کی ذاتی ڈائری میں 2؍جون 1993ء کی تاریخ میں یہ مبشر خواب ان الفاظ میں درج ہے: ’’یہ نظارہ ہے جیسے کوئی کہہ رہا ہو مرزا مسرور احمد ابن حضرت مرزا منصور احمد پر آئندہ جماعت کی بہت بڑی ذمہ داری ڈالی جانی ہے۔وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ‘‘۔

سرینام میں ایم ٹی اے کی نشریات سے استفادہ کا انتظام

1994ء کے آغاز میں ایم ٹی اے کے لئے ڈش اینٹینا لگوانے کی کوشش شروع ہوئی۔اس سلسلہ میں مرکزی ہدایت کے مطابق امریکہ کی جماعت سے رابطہ قائم کیا۔ مولانا ظفر صاحب نے مکرم ادریس منیر صاحب ابن محترم مولانا محمد اسمٰعیل منیر صاحب سے خط وکتابت کی اور ضروری معلومات کا تبادلہ کیا۔4 جون کو ڈش اینٹینا اور متعلقہ سامان امریکہ سے موصول ہوا۔جون کے آخر میں امریکہ سے محترم ادریس منیر صاحب اپنے دو معاونین مکرم عبداللہ ہاگورا صاحب اور مکرم یوسف سید صاحب کے ساتھ ڈش سیٹ کرنے سرینام آئے۔دو ممبران محترم یوسف علی جان صاحب اور محترم خلیل علی جان صاحب نے مشن ہاؤس کی چھت پر ڈش لگانے کے لئے جگہ تیار کی اور 30 جون 1994ء کو سرینام میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی نشریات کا آغاز ہوا۔ 2 جولائی کو مولانا ظفر صاحب نے حضور انور کو شکریہ اور مبارکباد کا خط لکھا کہ حضور کی شفقت اور توجہ سے آج سرینام کے لوگ بھی اس روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہوئے۔اس فیکس کے جواب میں حضور انور کا مکتوب محررہ مورخہ 25 جولائی 1994ء ان الفاظ میں موصول ہوا: ’’یہ جان کر خوشی ہوئی کہ سرینام میں سیٹلائٹ ڈش کے ذریعہ ایم ٹی اے کے پروگرام سننے اور دیکھنے کا انتظام ہوگیا ہے۔الحمدللہ بارک اللہ لکم۔عزیزم عبداللہ ہاگورا صاحب نے بھی اس بارہ میں مجھے اطلاع بھجوائی تھی۔اللہ تعالیٰ سب کام کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔کسٹم آفیسرز کا بھی شکریہ ادا کریں‘‘۔

مذہبی کانفرنس میں شرکت

13 مئی 1994ء کو تمام مذاہب کے نمائندوں کی میٹنگ کلچرل سنٹر سرینام میں ہوئی، جہاں مبلغ سلسلہ کو مختلف فرقوں اور مذاہب کے لوگوں کو جماعت کا تعارف کروانے کا موقعہ ملا۔اس موقعہ پر ایک مذہبی لائبریری کا قیام بھی عمل میں آیا، جس میں دو شیلف ہر مذہب کیلئے مخصوص تھے۔ مسلمانوں کیلئے مخصوص دونوں شیلف جماعتی کتب سے بھر گئے۔ باقی مسلمانوں کی طرف سے صرف دو قرآن مجید دیئے گئے۔

فوروبوئیتی مشن ہاؤس کی تعمیر

سال 1994ء کے دوران حلقہ فوروبوئیتی میں مشن ہاؤس کی تعمیر ہوئی۔مسجد نصر کے قریب عمارت کی بنیاد رکھنے کے بعد وقار عمل سے اس کام کا آغاز ہوا اور دس سال قبل مسجد کی تعمیر کی طرح اس مشن ہاؤس کی تعمیر بھی قلیل وقت میں مکمل ہوگئی۔مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے چھت پر پرانا ٹین پینٹ کر کے استعمال کیا گیا۔مقامی افراد، خاص طور پر نوجوانوں نے اس کارخیر میں بھرپور حصہ لیا۔

ریڈیو پروگرام کی مخالفت اور تائید الٰہی

مکرم حمید احمد ظفر صاحب مبلغ سلسلہ نے اپنی آمد کے کچھ عرصہ بعد دسمبر 1993ء میں Rapar Radio ’’راپار ریڈیو‘‘ پر ہفتہ وار جماعتی پروگرام شروع کیا جو عوام الناس میں بہت مقبول ہوا۔یہ پروگرام زیادہ تر غیر مبائعین کے عقائد کا ردّ، ان کا بوداپن اور احمدیت کی صداقت کے دلائل قاطعہ پر مشتمل تھے۔شروع میں ان کے سرکردہ افراد نے ان دلائل کا جواب دینے کی کوشش کی لیکن حق کے سامنے زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے اور رسوائی کے ڈر سے چینل کے مالک پر دباؤ ڈال کر یہ پروگرام ہی بند کروادیا۔

دسمبر 95ء میں راپار نے پروگرام بند کیا تو مولانا ظفر صاحب نے فوراً Radio Radika ’’رادیکا ریڈیو‘‘ کی انتظامیہ سے مل کر وہی دن اور وہی وقت اُن سے حاصل کر لیا اور وہاں سے ڈنکے کی چوٹ پر حق کا پرچار شروع کردیا۔نصف گھنٹے کا یہ پروگرام ہر جمعہ کی شام نشر ہوتا تھا۔

مارچ 1996ء میں مولانا حمید احمد ظفر صاحب رسول بخش نامی ایک غیر از جماعت کے ہاں شادی کی دعوت میں مدعو تھے، اس تقریب میں ملک کے نائب صدر مسٹر جولیس رتن کمار آیہودیا (Mr. Jules Rattankoemar Ajodhia) سمیت شہر کے معززین کثیر تعداد میں موجود تھے۔میزبان کی دعوت پر مولانا ظفر صاحب نے اس مجلس میں اسلامی شادی اور اس سے متعلقہ امور پر آدھا گھنٹہ تقریر کی۔اس پر جماعت کے دیرینہ مخالف ایک مولوی عبدالبصیر عرف چٹن نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ ہمارے ہوتے ہوئے قادیانی کو تقریر کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ اسے بھی سٹیج پر بلایا گیا لیکن وہ صرف چند الفاظ ہی بول سکا۔تقریب کے آخر پر نائب صدر اور دوسرے معززین مولانا صاحب سے گلے ملے اور آپ کو بہترین تقریر کرنے پر مبارکباد دی۔

مالی قربانی کی تحریک اور خواتین کا جذبہ

6 جون 1997ء کو خطبہ جمعہ میں مولانا صاحب نے یورپین مساجد کے لئے چندہ کی تحریک کی تو 13 خواتین نے اپنے زیورات پیش کئے ۔ ان زیورات کی کُل مالیت تقریباً 1638 امریکی ڈالر بنتی تھی۔یہ زیورات جب حضور رحمہ اللہ کی خدمت اقدس میں پیش کئے گئے تو حضور نے فرمایا: ’’جس جس نے یہ تحائف دیئے ہیں ان کو شکریہ اور جزاکم اللہ کہیں ۔اللہ قبول فرمائے اور اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے، سب کے جان ومال میں برکت بخشے، سب کو میری طرف سے سلام کہیں۔‘‘ (خط محررہ 8؍ستمبر 1997ء)

ہومیو ڈسپنسری کا اجراء

اکتوبر 1996ء کے وسط میں لندن سے ہومیو پیتھک ادویات کے تین بکس ملے۔مرکز سے ہومیو ادویات ملنے کے بعد مولانا حمید ظفر صاحب نے وسیع پیمانے پر علاج کی مہم شروع کی اور کثرت سے لوگ آپ کے پاس علاج کے لئے آنے لگے۔ہومیو گلوبیولز کے لئے آپ نے غانا رابطہ کیا اور وہاں سے کافی مقدار میں آپ کو یہ گولیاں بھجوائی گئیں۔جماعت کے ایک ممبر شبیر جمن بخش کی اہلیہ مخلصہ خاتون پھیپھڑوں کے کینسر میں مبتلا تھیں۔آپ نے انہیں ہومیو نسخہ استعمال کروایا جس سے کافی سکون محسوس ہوا۔آپ نے جنوری 1997ء کے آخر میں مرکز کو اس علاج سے آگاہ کیا اور مختصر عرصہ میں 56 مریضوں کو مختلف امراض کی ادویات دے کر اس کی رپورٹ بھجوائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس رپورٹ کے جواب میں فرمایا: ’’اللہ مبارک کرے، اب آپ اس سلسلہ کو جاری رکھیں‘‘۔نیز ایم ٹی اے پر ہومیو پیتھک کلاس میں مورخہ 26 مارچ 1997ء کو اس رپورٹ کا ذکر بھی فرمایا۔اس ایک سال کے دوران مولانا ظفر صاحب نے تقریباً 970؍افراد کو ہومیو ادویات دیں۔

مشن ہاؤس کی چھت کی تبدیلی

محترم مولانا حمید احمد ظفر صاحب کے قیام کے دوران جماعت نے ہر شعبہ میں ترقی کی، نیز متعدد تعمیری کام ہوئے۔ان میں سے ایک اہم کام مشن ہاؤس کی چھت کی تبدیلی تھا۔مشن ہاؤس کی چھت تقریباً بیس سال پرانی تھی اور مشن ہاؤس کی عمارت میں مختلف وقتوں میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا تھا۔مشن ہاؤس کے سامنے کا حصہ جماعتی پروگراموں کے لئے استعمال ہوتا تھا جس پر سائبان نہیں تھا، لیکن سائبان بنانے کے لئے ستون محترم مولانا حسن بصری صاحب کے وقت میں تعمیر ہو چکے تھے۔مولانا ظفر صاحب نے عطایا کی صورت میں رقم اکٹھی کر کے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔اور پوری عمارت کیلئے ایک چھت کا منصوبہ تیار کیا۔اس کام کے لئے لکڑی کے جتنے لمبے بالے درکار تھے وہ عام طور پر دستیاب نہیں تھے۔آپ نے لکڑی کے مختلف کارخانوں سے رابطہ کر کے مطلوبہ بالے حاصل کئے اور پوری عمارت اور سامنے کا حصہ ایک ہی چھت سے ملا دیا۔ اس چھت کا تمام ٹین محترم نصیر علی بخش صاحب نے عطیہ دیا، جس سے خرچ کی بہت بچت ہوئی۔

جلسہ سالانہ 1997ء

جماعت احمدیہ سرینام کا اٹھارواں جلسہ سالانہ 6 اور 7 ستمبر، بروز ہفتہ اتوار مرکزی مسجد ناصر میں منعقد ہوا۔اس جلسہ میں ہمسایہ ملک گیانا سے مکرم عبدالرشید آغبولہ صاحب مبلغ سلسلہ اور ٹرینیڈاڈ کے امیر و مشنری انچارج مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب کے علاوہ دونوں ملکوں سے سترہ مہمان جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔اس جلسہ کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی گئی۔ پروگرام کے لئے سادہ اور پروقار جلسہ گاہ تیار کی گئی۔تراجم قرآن مجید اور نمائش کتب کا اہتمام کیا گیا۔جلسہ میں مختلف مذاہب اور اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔اس موقع پر تعلیمی اور تربیتی کلاس میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے افراد جماعت کو انعامات بھی دیئے گئے۔سرینام میں کافی عرصہ بعد اس طرح کا پروگرام منعقد ہوا جو ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔

نومبر 1998ء کے آخری عشرہ میں مولانا حمید احمد ظفر صاحب کو پاکستان واپسی کا ارشاد موصول ہوا۔یوں آپ چھ سال خدمات بجالانے کے بعد دسمبر 1998ء میں واپس پاکستان تشریف لے گئے۔مجموعی طور پر آپ کے قیام کے دوران جماعت نے ہر میدان میں قدم آگے بڑھایا، بہت سارے اطفال اور ناصرات آپ کے زیر تربیت جوان ہوئے اور انہوں نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اردو لکھنی پڑھنی سیکھی۔تبلیغ کے لئے منظّم کوششیں کی گئیں۔باقاعدگی سے جماعتی کتب کے سٹال لگائے گئے۔ آپ نے افراد جماعت میں مالی قربانی کے جذبے کو بیدار کیا جس سے چندے میں کئی گنا اضافہ ہوا، اور جماعت پہلی دفعہ مالی لحاظ سے خود کفیل ہوئی۔اور بہت سارے لوگ اس لحاظ سے آپ کے احسان مند بن گئے کہ آپ نے انہیں باقاعدہ چندہ دینے کی عادت ڈالی اور وہ اِس نیکی پر مضبوطی سے قائم بھی ہو گئے۔مولانا صاحب نے اپنی ذاتی کوشش سے جماعتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پلاسٹک کی 50 کرسیاں خریدیں، جماعتی کچن کے لئے برتن، کھانا پکانے کے لئے کڑاہیاں اور متعدد دوسری اشیاء تیار کروائیں۔ عمارت کی تعمیر ومرمت کا بھی بہت سا کام آپ کی محنت اور کوشش سے تکمیل کو پہنچا۔خدا تعالیٰ آپ کو اس خدمت کا بہترین اجر عطا فرمائے اور دین و دنیا کی حسنات سے نوازے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ اور عالمی بیعت

جولائی 1999ء میں مجلس عاملہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے ساتھ انہی دنوں میں سرینام کا جلسہ سالانہ بھی منعقد کیا جائے، اور عالمی بیعت میں شامل ہوا

جائے۔ چنانچہ تب سے یہ طریق چلا آتا ہے کہ جلسہ برطانیہ کے آخری دن کے پروگرام مسجد میں دیکھنے کا انتظام کیا جاتا ہے اور افراد جماعت عالمی بیعت میں شامل ہوتے ہیں۔

نومبر 2001ء میں 8 افراد پر مشتمل جماعتی وفد جلسہ سالانہ گیانا میں شمولیت کے لئے جارج ٹاؤن گیا۔

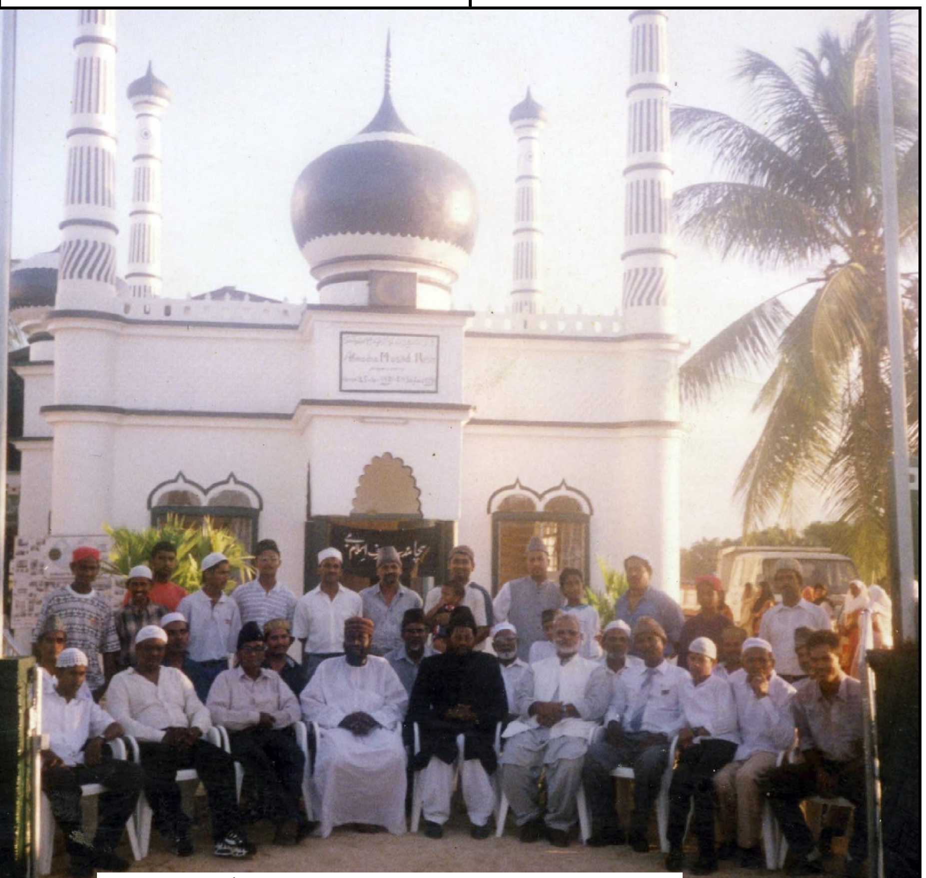

جلسہ سالانہ سرینام 1997ء میں شامل مہمانوں کا ایک گروپ فوٹو

ٹی وی پر رمضان پروگرام کا آغاز

سال 2001ء کے آواخر میں سرینام میں ایک نئے ٹی وی چینل ''سنگیت مالا'' کا قیام عمل میں آیا اُس سال نومبر میں رمضان المبارک کے آغاز سے قبل اِس چینل کی انتظامیہ نے جماعت سے رابطہ کیا کہ آپ ہمارے چینل سے دینی پروگرام پیش کریں۔ اس وقت جماعت کے پاس کوئی مبلغ نہیں تھا، لہٰذا کچھ ممبران نے بڑی محنت سے رمضان المبارک کے حوالے سے پندرہ پندرہ منٹ کے 30 پروگرام تیار کئے اور ان کے سٹوڈیو میں جاکر ریکارڈنگ کروائی، اور اس طرح ایک نیک سلسلہ کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد ہر سال باقاعدگی سے جماعت کو اس کارِخیر کو انجام دینے کی توفیق مل رہی ہے۔

ٹی وی کے لئے عید پروگرامز کی ریکارڈنگ

اُسی سال دسمبر 2001ء میں ''سنگیت مالا'' ٹی وی چینل 26 سے 45 منٹ کا اور ''راماشا میڈیا گروپ (R.M.G) چینل 38 سے 50 منٹ دورانیے کا ''عید سپیشل'' پروگرام نشر ہوا، ہر دو پروگرام میں تلاوت قرآن مجید مع ترجمہ، نظم 'عید کا پیغام'، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف، دعویٰ اور تحریرات کے نمونے پیش کئے گئے۔

ہفتہ وار ٹی وی پروگرام کا آغاز اور سٹوڈیو کی تیاری

جنوری 2002ء کے وسط میں ہفتہ وار ٹی وی پروگرام شروع کرنے کے لئے مختلف ٹی وی چینلز سے رابطہ کر کے خرچ معلوم کیا گیا۔ سب سے کم معاوضہ پچیس سرینامی ڈالرفی پروگرام ''راپار براڈکاسٹنگ نیٹ ورک'' والوں نے بتایا۔ 18 جنوری بروز جمعۃ المبارک جماعتی دفتر کے ساتھ ملحقہ ایک کمرے کو بطور سٹوڈیو سیٹ کرنے کا پروگرام بنایا گیا اور ضروری سامان خریدا گیا۔ 21 جنوری بروز پیر اس سٹوڈیو میں پہلی بار ریکارڈنگ کی گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 22 جنوری 2002ء بروز منگل (RBN Ch 5) سے پندرہ منٹ دورانیہ کا پہلا جماعتی پروگرام نشر ہوا۔ کچھ عرصہ ہفتہ میں دو پروگرام ہفتہ اور منگل کی سہ پہر نشر ہوتے رہے۔ پھر صرف ایک پروگرام ہفتہ کی سہ پہر نشر ہونا شروع ہوا اور یہ سلسلہ بفضل خدا آج بھی باقاعدگی سے جاری ہے۔

سرکردہ شخصیات سے ملاقات

یکم مارچ 2002ء بروز جمعۃ المبارک جماعتی وفد نے علاقے کے پولیس کمشنر (Mr. Linkers) سے ملاقات کی، جماعت کا تعارف کروایا اور لٹریچر پیش کیا۔

19 مارچ 2002ء بروز منگل جماعتی وفد نے چیف کمشنر پولیس سرینام مسٹر برام سے ملاقات کی۔ جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا، قرآن مجید اور دوسرا لٹریچر پیش کیا۔

25 مارچ 2002ء کو صدر صاحب جماعت کی قیادت میں ایک وفد نے ملک کے نائب صدر مسٹر جولیس رتن کمار آیہودیا (Mr.Jules Rattankoemar Ajodhia) سے ملاقات کی، جماعت کا تعارف کروایا، قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر پیش کیا۔

جلسہ ہائے سیرۃ النبیؐ اور تبلیغ سیمینار

اپریل 2002ء میں مبلغ انچارج گیانا نے دونوں ملکوں کا ایک مشترکہ پروگرام منعقد کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس تجویز کو عملی شکل دینے کے لئے جلسہ ہائے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تبلیغ سیمینار کی تیاری کی گئی۔ ایک جلسہ کے لئے شہر میں واقع ''بوائز سکاؤٹس'' کا ہال بک کروایا گیا۔ 30 مئی کو گیانا سے چھ رکنی وفد مبلغ سلسلہ کی قیادت میں سرینام پہنچا۔ 31 مئی کو حلقہ فوروبوئیتی (Fowruboiti) میں پہلا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ 120 افراد جماعت کے علاوہ 60 ہندو مرد وزن اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ حاضرین نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا۔

2 جون 2002ء بروز اتوار بوائز سکاؤٹس ہال میں دوسرا جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ اس کامیاب پروگرام کے اختتام پر مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی۔ اس جلسہ میں 70 مہمان شامل ہوئے۔ اُسی شام مسجد ناصر میں تبلیغ سیمینار ہوا جس میں مبلغ انچارج گیانا نے لیکچر دیا اور تبلیغ کے طریق اور دلائل سکھائے۔

اسلام میں عورت کا مقام کے موضوع پر ٹی وی پروگرام

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1986ء تا 1988ء جلسہ ہائے سالانہ برطانیہ کے موقع پر ''اسلام میں عورت کا مقام'' کے موضوع پر انتہائی پرحکمت تقاریر ارشاد فرمائی تھیں۔ یہ علمی خزانہ چھ اقساط میں الفضل انٹرنیشنل میں شائع شدہ ہے۔ ستمبر 2002ء میں ان تقاریر کا ترجمہ کر کے ٹی وی پروگرام میں پیش کرنا شروع کیا گیا، اور یہ پروگرام لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے ریکارڈ کروائے۔ یہ پروگرام عوام الناس میں بہت مقبول ہوئے۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کے ڈائریکٹر نے فون پہ رابطہ کر کے کہا کہ: ''میں سنی مسلمان ہوں اور آپ کی جماعت کے پروگرام باقاعدگی سے دیکھتا ہوں، میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ ایک خاتون اپنے بارے میں اسلامی تعلیم عوام الناس کے سامنے پیش کر رہی ہے، جس میں گہری حکمت اور سچائی ہے''۔

بین المذاہب سمپوزیم

جماعت احمدیہ کے یوم تاسیس کے حوالے سے 23 مارچ 2003ء کو Peace and Brotherhood کے موضوع پر بین المذاہب سمپوزیم کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا۔ اس مقصد کے لئے شہر کے وسط میں واقع ''بوائز سکاؤٹس'' کا ہال بک کروایا گیا۔ اس پروگرام کی دعوت جماعت کے تعارفی خط کے ساتھ صدر مملکت، وزراء اور مختلف مذہبی جماعتوں تک پہنچائی گئی اور بکثرت دعوت نامے تقسیم کئے گئے۔ نیز ''ہندو اور سکھ مذہب میں اوتار کی پیشگوئیاں'' اور ''مسیح کی آمد ثانی'' کے عنوان سے فولڈرز تیار کئے گئے، سمپوزیم کے موضوع کی مناسبت سے ایک بینر تیار کروایا گیا۔ اخبار اور ٹی وی پر اس پروگرام کی تشہیر کی گئی۔ صدر جمہوریہ کے دفتر سے فون آیا کہ وہ ملک سے باہر ہیں لہٰذا وزیر تعلیم Mr. Walter Sandriman ان کی نمائندگی میں اس پروگرام میں شریک ہونگے۔ 21 مارچ کو اخباری نمائندے نے مشن ہاؤس فون کیا اور اس پروگرام اور اس کے مقاصد کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور 22 مارچ 2003ء بروز ہفتہ روز نامہ De Ware Tijd نے صفحہ 3 پر اس سمپوزیم کے انعقاد کی خبر کو تفصیل سے شائع کیا۔ پروگرام سے قبل ہال کو مختلف بینرز، نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی تصاویر سے آراستہ کیا گیا۔ تراجم قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر کی نمائش لگائی گئی۔ جماعت کی طرف سے محترم فرید جمن بخش صاحب نے قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے مزیّن تقریر انتہائی اچھے انداز سے پیش کی۔ ہندو اور عیسائی نمائندوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

مجموعی طور پر یہ سمپوزیم خدا تعالیٰ کے فضل سے انتہائی کامیاب رہا اور شرکاء نے جن میں مختلف رنگ، نسل اور مذاہب کے لوگ تھے انہوں نے پروگرام کے معیار کی بہت اچھے انداز میں تعریف کی۔ 24 مارچ کو روز نامہ De Ware Tijd نے صفحہ 12 پر اس سمپوزیم کی خبر کو تمام مقررین کے اقتباسات اور دو تصاویر کے ساتھ تفصیل سے شائع کیا۔ اخبار نے جماعت کی اس کوشش کو سراہا اور اس موضوع کی تعریف کی اور اسے وقت کی ضرورت قرار دیا۔

اخبارات میں جماعتی مضامین

30 جنوری 2004ء بروز جمعۃ المبارک روزنامہ De Ware Tijd نے ''عیدالاضحیٰ کا فلسفہ اور اہمیت'' کے حوالے سے ایک مضمون صفحہ نمبر A4 پر شائع ہوا۔ محترم مولانا لئیق احمد طاہر صاحب مبلغ انگلستان نے جلسہ سالانہ برطانیہ 2003ء کے موقعہ پر ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلوب جہاد'' کے موضوع پر تقریر کی تھی۔ اس تقریر کا ترجمہ کر کے مقامی اخبارات کو بھجوایا گیا۔ روزنامہ Dagblad SURINAME نے 22/ جنوری 2004ء بروز جمعرات اس مضمون کی قسط اول اور 28 جنوری بروز بدھ قسط دوم صفحہ نمبر B3 پر شائع کی۔

شادی اور مثبت ازدواجی تعلقات کے حق میں اور ہم جنس پرستی کے خلاف اسلامی تعلیم کے حوالے سے ایک تفصیلی مضمون تیار کر کے تمام اخبارات کو بھجوایا گیا۔ روزنامہ Dagblad SURINAME نے 25 فروری 2004ء بروز بدھ اس مضمون کی پہلی قسط اور منگل 2 مارچ کو قسط دوم صفحہ B3 پر Sex and Marriage کے عنوان سے شائع کی۔

پیر یکم نومبر 2004ء کو روزنامہ De Ware Tijd داوارٹیڈ نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی فضیلت کے حوالے سے ایک مضمون صفحہ A4 پر شائع کیا۔

جماعت احمدیہ سرینام کے قیام کی پچاس سالہ تقریب

نومبر 2006ء میں سرینام میں جماعت کے قیام کو پچاس سال مکمل ہوئے، اس حوالے سے متعدد یادگار کام ہوئے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔ امسال مسجد ناصر کی تزئینِ نَو کی گئی، پرانی چھت کی جگہ لوہے کے پائپ کی نئی چھت اور سبز پلاسٹک شیٹ کی سیلنگ بنوائی گئی۔ لکڑی کی جگہ ایلمونیم کی کھڑکیاں لگوائی گئیں۔

☆ 7 مارچ کو جماعتی وفد نے بھارتی سفیر مسٹر آشوک کمار شرما سے ملاقات کی۔ اس وقت ڈینش اخبارات میں شائع ہونے والے گستاخانہ خاکوں والا معاملہ عروج پر تھا۔ اس حوالے سے تفصیلی بات چیت ہوئی اور انہیں جماعتی مئوقف سے آگاہ کیا گیا، نیز جماعتی عقائد کے حوالے سے تقریباً 90 منٹ تک گفتگو ہوئی۔ سفیر موصوف کو قرآن مجید اور جماعتی لٹریچر بھی دیا گیا۔

☆ 22 اپریل 2006 کو جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا۔ جس میں ''بانیان مذاہب کی عزت'' کے حوالے سے قرآنی تعلیم اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا گیا۔۔ ملک کے نائب صدر مسٹر رام دین سارجو سمیت اہل علم حضرات کی بڑی تعداد اس پروگرام میں شامل ہوئی۔ ATV.Ch 12 نے 23 اپریل کو اس جلسہ کی تفصیلی خبر نشر کی۔

☆ مئی 2006ء میں سرینام کے چار اضلاع سیلاب سے بری طرح متاثر ہوئے۔ اس موقعہ پر ہیومینیٹی فرسٹ امریکہ کا نمائندہ مبلغ پانچ ہزار امریکی ڈالر کی رقم لے کر سرینام آیا۔ اور متاثرین کے لئے اشیاء خورونوش اور ضرورت

کا سامان خرید کر 26 مئی کو ملٹری حکام کے حوالے کیا گیا۔

☆ 23 اکتوبر کو عید الفطر منائی گئی۔ اس موقعہ پر نائب صدر مسٹر رام دین سار جو مسجد آئے اور دو گھنٹے سے زائد وقت افراد جماعت کے ساتھ رہے۔ حضرت مسیح موعود

نائب صدر مسٹر رام دین سار جو کی احمدیہ مسجد میں آمد

علیہ السلام کی حیثیت، دعویٰ، جماعت کا نام احمدیہ رکھنے کی وجہ اور نظام خلافت کے حوالے سے سوالات بھی کئے، جن کے تفصیلی جوابات دیئے گئے۔ دو مختلف ٹی وی چینلز کے نمائندوں نے نائب صدر کا انٹرویو لیا۔ مقامی وقت کے مطابق شام چھ بجے ATV Ch 12 پر اور رات ساڑھے سات بجے STVS Ch.8 پر خبروں میں یہ انٹرویو اور نماز عید کے مناظر نشر ہوئے۔

☆ امسال پچاس سالہ تقریب کے لئے خصوصی طور پر شرٹس، سٹکر اور مختصر جماعتی تاریخ پر مبنی کتابچہ تیار کروایا گیا۔ اور جلسہ سالانہ کا خصوصی اہتمام کیا گیا۔ 9 دسمبر کو جلسہ سالانہ منعقد ہوا، جس کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت خصوصی پیغام عطا فرمایا۔ اس موقعہ پر مسجد ناصر کو خوبصورتی سے سجایا گیا۔ بھارتی سفیر نے اپنے سٹاف کے ساتھ اس جلسہ میں شرکت کی۔ نائب صدر اور وزیر داخلہ کی طرف سے مبارکباد کا پیغام اور پھول موصول ہوئے۔ 11 دسمبر کو روزنامہ Dagblad SURINAME نے مسجد کی رنگین تصویر کے ساتھ اس جلسہ کی خبر کو تفصیل سے شائع کیا۔

صدسالہ خلافت جوبلی کے پروگرام

22 مئی 2008ء کو مرکزی مسجد ناصر میں پہلا جلسہ منعقد ہوا۔ اس مقصد کے لئے مسجد اور مشن ہاؤس کو خوبصورتی سے سجایا گیا۔ اس جلسہ میں 120 احباب جماعت شامل ہوئے جن میں 10 نومبائعین تھے۔

ٹی وی پروگرام

امسال اپریل کے مہینہ سے خلافت کے بارے میں ہفتہ وار پروگرام کا سلسلہ شروع کیا گیا اور خلافت جوبلی کے موقعہ پر 24 تا 28 مئی خلافت کے حوالے سے خاص پروگرام پیش کرنے کے لئے ایک دوسرے ٹی وی چینل سے شام چھ بجے کا وقت لیا گیا۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے خلافت جوبلی کے حوالہ سے ہم نے پانچ دن تک روزانہ ایک پروگرام اور پانچ پروگرام ہفتہ وار پیش کئے۔

یوم خلافت

27 مئی کو دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس دیا گیا۔ صبح نو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب ایم ٹی اے کے ذریعہ سنا گیا۔ اس کے بعد دو مینڈھے ذبح کئے گئے جن کا گوشت ضرورتمند احباب میں تقسیم کیا گیا۔ شام کے وقت مشن ہاؤس میں چراغاں کیا گیا۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد مشن ہاؤس میں باربی کیو کا اہتمام کیا گیا۔ اسی دن روزنامہ Times of SURINAME میں ''خلافت قدرت ثانیہ'' کے عنوان سے جماعتی مضمون شائع ہوا۔

جلسہ خلافت حلقہ فورو بوئیتی (Fowruboitie)

31 مئی کو حلقہ فورو بوئیتی میں جلسہ خلافت کا انعقاد کیا گیا۔ تقاریر کے بعد شرکاء جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 27 مئی کے خطاب کی سی ڈی تقسیم کی گئی۔ اس جلسہ کی حاضری 180 تھی، جن میں 13 نو مبائعین، 30 غیر مبائعین اور 20 ہندو شامل تھے۔

سپورٹس ڈے

5 جون کو ایک پُرفضا مقام ''کارولینا کریک'' (Carolina Kreek) پر احباب جماعت نے سپورٹس ڈے اور پکنک کا پروگرام بنایا۔ اس پروگرام کا انتظام شہر سے تقریباً 50 کلومیٹر دور کیا گیا تھا۔

جلسہ خلافت حلقہ سارون (Saron)

7 جون 2008ء کو حلقہ سارون میں جلسے کا پروگرام تھا۔ تقاریر کے بعد شرکاء جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کے 27 مئی کے خطاب کی سی ڈی تقسیم کی گئی۔ اس جلسہ میں 100 احباب شامل ہوئے جن میں چھ نومبائعین اور 25 غیر از جماعت دوست شامل ہیں۔

اشاعت کتب

خلافت جوبلی کے بابرکت سال میں جماعت کو دو کتب تیار کرنے کا بھی موقع ملا۔ سو صفحات کی ایک کتاب 'دینی معلومات' کے نام سے تیار کی گئی جس میں اسلام اور احمدیت کے بارے میں معلومات کا انتخاب شامل کیا گیا۔ دوسرا کتابچہ 'خلافت' کے حوالے سے ہے جس میں قرآن مجید، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں خلافت کا مطلب، ضرورت، اہمیت اور برکات کا ذکر کیا گیا۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تاریخی اور پُر معارف پیغام بھی درج کیا گیا۔

مقابلہ مضمون نویسی

امسال دنیا بھر میں ہونے والے تمام پروگراموں کا محور اور مرکزی نقطہ ''خلافت'' تھا۔ اس حوالے سے سرینام جماعت کو بھی انصار، خدام اور لجنہ کے مابین مضمون نویسی کا مقابلہ کروانے کی توفیق ملی۔ کل 21 مضامین موصول ہوئے جن میں انصار کے 3، خدام کے 8 اور لجنہ اماء اللہ کے 10 مضامین تھے۔ پہلی تین پوزیشنز حاصل کرنے والوں کو انعامات سے نوازا گیا۔ نیز تمام شاملین کو یادگاری سرٹیفکیٹ دیئے گئے۔

مسجد نصر کی تزئین نو

2008ء میں جماعت کی دوسری مسجد نصر کی تزئین نَو کی گئی۔ یہ مسجد محترم مولانا محمد صدیق ننگلی صاحب نے 1984ء میں تعمیر کروائی تھی مگر اس کی چھت کافی جگہ سے خراب ہوگئی تھی۔ اس مسجد کی نئی چھت لوہے کے پائپ سے فریم تیار کر کے بنائی گئی۔ اور سیلنگ سبز پلاسٹک شیٹ سے تیار کی گئی۔ لکڑی کی تمام کھڑکیاں نکال کر ایلومنیم کی ونڈوز لگوائی گئیں۔ اور نیا پینٹ کروایا گیا۔ زیادہ تر کام وقار عمل کے ذریعہ کیا گیا۔

رمضان المبارک 2008ء

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلی بار جماعتی طور پر سحر و افطار کا کیلنڈر تیار کیا گیا۔

3 ستمبر کو تین روزناموں Times of SURINAME، De Ware Tijd اور داخ بلاد سرینام (Dagblad SURINAME) میں رمضان المبارک کی برکات کے حوالے سے ایک مضمون شائع ہوا۔ 18 ستمبر 2008ء بروز بدھ انڈین سفیر مسٹر آشوک کمار شرما افطاری کے لئے مسجد آئے۔ موصوف نے جماعت میں اجتماعی افطار کے طریق کو بہت پسند کیا اور باقی مساجد کی نسبت اسے زیادہ بہتر قرار دیا، اور برملا اس بات کا اظہار کیا کہ جس طرح آپ نے خواتین کے لئے علیحدہ انتظام کیا ہے وہ زیادہ باعزت اور قابل قدر ہے۔

جلسہ سالانہ

22 نومبر 2008ء بروز ہفتہ جماعت کو اپنا انتیسواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ صد سالہ خلافت جوبلی کے Logo اور مختلف بینرز سے آراستہ سادہ اور پر وقار جلسہ گاہ تیار کی گئی۔ امسال جلسہ کا موضوع ''عالمی انسانی حقوق اسلامی تعلیم کی روشنی میں'' تھا۔ ہمسایہ ملک گیانا سے مکرم احسان اللہ مانگٹ صاحب مشنری انچارج جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔ ملک کے نائب صدر Ramdin Sardjoe بھی جلسہ میں شامل ہوئے اور جماعت کو جلسہ کے انعقاد کی مبارکباد پیش کی اور انسانی حقوق کو جلسہ کا موضوع بنانے پر جماعت کی تعریف کی، نیز برملا اس بات کا اظہار کیا کہ اس جماعت کے افراد دنیا میں امن اور بھائی چارے کے فروغ کے لئے عملی کوششیں کر رہے ہیں۔

میڈیا میں تذکرہ

امسال جلسہ سالانہ برطانیہ میں سرینام کا چھ رکنی وفد شامل ہوا۔ واپسی پر شاملین کی نمائندگی میں محترم شمشیر علی صاحب نیشنل پریذیڈنٹ نے اپنے تأثرات اور جماعت کی عالمگیر ترقی کے حوالے سے اخباری نمائندے کو آگاہ کیا۔ یہ خبر روز نامہ De Ware Tijd میں 26 اگست 2008ء کو صفحہ A6 پر شائع ہوئی۔ اسی روز نامے میں 17 اکتوبر کو مسجد خدیجہ برلن کے افتتاح کی خبر صفحہ A11 پر تصویر کے ساتھ شائع ہوئی۔

Shaheen Reisen

Cheap airtickets worldwide!

Authorised Travel Agency

آپ ہمیشہ اپنی قابلِ اِعتماد شاھین ٹریول سروس سے دُنیا بھر کے کسی بھی مُلک سے سفر کرنے والوں کے لئے جدید الیکٹرونک طریقہ کار سے ہوائی ٹکٹ آپ اپنے گھر بیٹھے ہی فوراً حاصل کریں۔ نیز UK سے بذرِیعہ کار DOVER سے CALAIS آنے والوں کے لئے FERRY کی بُکنگ کروائیں مذید معلومات کے لیئے ٹیلی فون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شُکریہ

Arshad Ahmad Shahbaz
-Chief Executive-

Fon: 06151 - 36 88 525
Fax: 06151 - 36 88 526
Notruf: 06151 – 35 333 46

info@shaheenreisen.de / www.shaheenreisen.de / Adresse: Martinstr. 87 - 64285 Darmstadt - Germany
Bankverbindung:Shaheen Reisen- IBAN-Code: DE58500100600584625606- BIC-Code: PBNKDEFF

پروفیسر ریٹائرڈ اجے مان سنگھ۔ یونیورسٹی آف ویسٹ انڈیز کنگسٹن جمیکا کی آمد

ہندوستانی نژاد ایک شخص مسٹر اجے مان سنگھ نے جوکینیڈا سے زوآلوجی میں پی ایچ ڈی کرنے کے بعد 35 سال کریبین کے ممالک میں درس وتدریس کے شعبہ سے منسلک رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد کریبین ممالک میں موجود مذاہب کے بارے میں ایک کتاب لکھنا شروع کی۔ موصوف انڈین کلچرل سنٹر کی وساطت سے سرینام آئے وہاں سے جماعت کا پتہ لے کر 18 اگست 2009ء کومشن ہاؤس آئے۔ انہیں جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام اوردعویٰ کی تفصیل بتائی گئی۔ موصوف نے تمام معلومات نوٹ کیں۔ بعد ازاں انہیں انگریزی ترجمہ قرآن مجیداور دیگر جماعتی لٹریچر پیش کیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور زمانہ کتاب Revelation Rationality..... کا انڈیکس دیکھ کرانہوں نے بے ساختہ کہا میرے لئے اس کتاب میں بہت کچھ ہے۔ دوران گفتگو انہوں نے اردو ترجمے والے قرآن مجید کا پوچھا۔ اس پرانہیں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمہ قرآن کریم پیش کیا گیا، جس پر وہ بے حد خوش ہوئے۔

اخبارات میں مختلف مضامین اورخبریں

رمضان المبارک کی فرضیت اور اہمیت، رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی فضیلت اور اعتکاف کے مسائل، عیدالفطر کی برکات اورسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں حقیقی عید کے حوالے سے مضامین اخبارات میں شائع ہوئے۔ ایک ٹی وی نیوز چینل کے نمائندے 9 ستمبر کی شام مشن ہاؤس آئے اور عید کے لئے تیار کی جانے والی سویوں اور دوسرے کھانوں کی ریکارڈنگ کی ،اور 10 ستمبر 2010ء عید کی شام اپنی خبروں میں دکھائی۔

جلسہ سالانہ سرینام

جماعت احمدیہ سرینام کو 12، 13 نومبر 2010ء اپنا اکتیسواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جلسہ میں شمولیت کے لئے محترم احسان اللہ مانگٹ صاحب مبلغ انچارج گیانا، محترم مولانا طالب یعقوب صاحب ریجنل مشنری ٹرینیڈاڈ تشریف لائے۔ نیز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت کینیڈا سے مکرم مبارک نذیر صاحب کو بھجوانے کا ارشاد فرمایا۔ اس جلسہ سالانہ کی خاص بات یہ تھی کہ جماعت احمدیہ سرینام کو 1997ء کے بعد اس طرح کا جلسہ کرنے کی توفیق ملی جس میں ایک سے زائد مبلغین سلسلہ بیرون ملک سے شامل ہوئے۔ یہ جلسہ اس لحاظ سے بھی یادگار ہے کہ پہلی بار ریڈیو، ٹی وی اور اخبار نے کسی جماعتی پروگرام کو اتنی وسیع کوریج دی۔

اس جلسہ کے لئے The Role of Religion in the Development of Socity ''معاشرتی ترقی میں مذہب کا کردار'' کا عنوان منتخب کیا گیا۔ جلسہ کے لئے ایک دیدہ زیب دعوت نامہ تیار کر کے ملک کی اعلیٰ مقتدر شخصیات کے علاوہ مختلف مذاہب کے نمائندوں اور مذہبی تنظیموں کو بھجوایا گیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 10 نومبر کو ریڈیو ''تری شول'' سے جلسہ سالانہ کے تعارف کے حوالے سے 30 منٹ کا لائیو پروگرام پیش کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں جلسہ سالانہ کا نظام اور جماعت احمدیہ کے جلسوں کی امتیازی حیثیت پر گفتگو ہوئی۔ 12 نومبر کی صبح محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے ریڈیو ''رادیکا'' پر 30 منٹ کا ایک لائیو انٹرویو دیا، جس میں آپ نے جماعت کے تعارف کے ساتھ ساتھ افریقہ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں جماعت کی انسانیت کے لئے کی جانے والی خدمات کا مختصر جائزہ پیش کیا۔ جلسہ کی تمام تقاریر بڑی توجہ اوراہتمام سے سنی گئیں۔

اختتامی دعا سے قبل محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ نے رکن پارلیمنٹ مسٹر انتون پال اور پنڈت جگیشر ارجن شرما کو قرآن مجید اور دیگر جماعتی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ کھانے کے بعد اخباری نمائندوں نے محترم صدر صاحب جماعت کا تفصیلی انٹرویو لیا۔ یہ انٹرویو 15 نومبر کو ''ٹائمز آف سرینام'' میں شائع ہونے والی خبر کا حصہ تھا۔ اس یادگار جلسہ کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع شدہ مختلف تراجم قرآن مجید اور مختلف زبانوں میں شائع شدہ لٹریچر کی نمائش بھی لگائی گئی۔ نیز خاص طور پر لاہور میں جماعت کی مساجد پر حملے اورشہیدان لاہور کی تصاویر پر مبنی نمائش تیار کی گئی جو حاضرین کی توجہ کا مرکز رہی، اور وہ اس عظیم سانحہ پر احباب سے دلی افسوس کا اظہار کرتے رہے۔ 15 نومبر بروز پیر روزنامہ (Times of SURINAME) نے صفحہ نمبر 2 پر جلسہ کی خبر کو تفصیل سے شائع کیا۔ 15 نومبر کو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کی نصف گھنٹے کی تقریر ''رادیکا ٹی وی'' پر نشر ہوئی۔ 17 نومبر 2010ء بروز بدھ روزنامہ Dagblad SURINAME نے تمام مقررین کی تصاویر اور تقاریر کے اقتباسات کے ساتھ دو مکمل صفحات نمبر 27، 28 پر جلسہ کی خبر کو تفصیل کے ساتھ شائع کیا۔ محترم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب کا مختصر تعارف اور انٹرویو بھی اسی خبر کی زینت بنا۔ جماعت سرینام کی ساٹھ سالہ تاریخ میں یہ مفصّل ترین جماعتی خبر تھی۔

جلسہ سالانہ سرینام 2010ء میں شامل مہمانوں کا ایک گروپ فوٹو

کانفرنس ہال میں نمائش

مذہب کے عالمی دن کے حوالے سے 16 جنوری 2011ء بروز اتوار شہر کے مرکزی کانفرنس ہال میں منعقد ہونے والے بین المذاہب سیمینار میں جماعت کو شرکت کا موقعہ ملا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نے ہال میں نمایاں جگہ پر اپنا سٹال سیٹ کیا اور ایک بڑے ٹیبل پر مختلف تراجم قرآن مجید کی نمائش قرینے سے لگائی۔ سٹال کو کلمہ طیبہ کے مختلف بینرز سے بھی سجایا گیا۔ پروگرام کے دوران شرکاء میں کثرت سے جماعت کے تعارف پر مشتمل فولڈرز تقسیم کئے گئے اور سینکڑوں افراد نے سٹال پر آکر جماعتی لٹریچر اور نمائش کو دیکھا۔ اس سیمینار کا افتتاح وزیر داخلہ مسٹر مُستا جانے کیا۔ مہمان خصوصی کو جماعت کی طرف سے اسلامی اصول کی فلاسفی اور چند فولڈرز پیش کئے گئے۔ خداتعالیٰ کے فضل سے ہمارا سٹال لوگوں کی بھرپور توجہ کا مرکز رہا، اور بڑی تعداد میں لوگوں نے تراجم قرآن مجید، جماعتی کتب اورلٹریچر دیکھا۔ متعدد افراد نے جماعت اور اسلام کے بارے میں سوالات بھی کئے جن کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ ٹی وی کے مشہور پروگرام 10 Minuten Jeugdjournaal (10 منٹ نیوز) کے نمائندے نے تین بچوں کا انٹرویو لیا اور مذہب کے حوالے سے سوالات کئے۔ یہ انٹرویو 17 جنوری بروز پیر تین مختلف چینلز (ATV)، (STVS) اور (Apintie, Ch 10) پر نشر ہوا۔ چینل 8 کے نمائندے نے سٹال کی ریکارڈنگ کی۔ اسی شام (STVS,News) چینل 8 میں مقامی خبروں میں اس سیمینار کی خبر تفصیل سے نشر ہوئی۔ اس خبر میں بار بار جماعتی سٹال کو دکھایا گیا اور تراجم قرآن مجید کو قریب کر کے دکھایا گیا۔ اگلے دن دو مختلف ٹی وی چینلز نے اس سیمینار کی خبر کو نشر کیا جس میں جماعتی سٹال کی کوریج کے ساتھ کے ساتھ تین افراد جماعت کا انٹرویو بھی نشر کیا گیا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: تربیت اولاد اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں
از صفحہ 2

انصار کو خود بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور گھر کی خواتین کو بھی اسے ذہن نشین کرواتے رہنا چاہئے۔

....

تربیت اولاد سے لامتناہی سلسلہ صدقات کا شروع ہوجاتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کا اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا صدقہ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔ صدقہ دینا تو بہت اچھا ہے، مگر اولاد کی تربیت سے لامتناہی سلسلہ صدقات کا شروع ہوجاتا ہے۔ اچھی تربیت والی اولاد جو آئندہ کے لئے نیکی کا موجب بنتی ہے وہ صدقہ دیتی ہے اور اس کی اولاد آگے اولاد۔ اور یہ محبت کا سلسلہ نسلاً بعد نسلٍ چلتا ہے۔ پس یہ معنی ہیں کہ ایک صدقہ تم دے دو وہ تو وہیں رُک جائے گا مگر اولاد کی تربیت اچھی کرو گے تو اولاد تمہارے لئے صدقہ جاریہ ثابت ہوگی۔''

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 697)

....

تربیتِ اولاد آخرت میں کام آنے والی متاع ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر جان یہ نظر رکھے کہ وہ کل کے لئے کیا آگے بھیج رہی ہے۔ گویا ہر جان کو خدا تعالیٰ متنبہ کر رہا ہے کہ تم نے کل کے لئے کیا تیاری کی ہے، کن اولادوں کو آگے بھیجو گے اور کیا وہ خدا کی عبادتگزار نسلیں ہوں گی یا عبادت سے غافل نسلیں ہوں گی۔

اسی طرف توجہ دلاتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''جو تربیت کا زمانہ ہوتا ہے اس وقت غفلت برتی جاتی ہے اور جب ہاتھ سے نکلنے لگتی ہے تو اس وقت بے بسی کی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ مومن تو آسائش کے وقت بھی خدا تعالیٰ کی یاد اور اس کی نعمتوں کے شکر سے غافل نہیں ہوتے۔ **اس لئے اپنی اولاد کی تربیت کی فکر کریں اور ان پر معاشرے کے غلط رنگ کبھی نہ چڑھنے دیں۔ انہیں تقویٰ کے رنگوں سے مزین کریں۔ انہیں نمازوں کا عادی بنائیں۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ ان کی نیکیوں اور دین کی خدمت کی باتیں آپ کے لئے فخر کا باعث ہونی چاہئیں۔ اگر آپ متقی اور دیندار اولاد چھوڑ جائیں تو یہی وہ متاع ہے جو آخرت میں بھی آپ کے کام آئے گی...... اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں اور اپنی اصلاح اور اولاد کی نیک تربیت پر دھیان دیں۔** اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے...... آمین''۔

(سالانہ اجتماع انصاراللہ جرمنی 2011ء کے موقع پر حضورانور کا پیغام بحوالہ ماہنامہ انصاراللہ نومبر 2011ء)

....

نیک اولاد جنت میں ماں باپ کے درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہے

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ تربیت یافتہ نیک اولاد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یقیناً آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے (اس کی وفات کے بعد)۔ وہ کہتا ہے میرا درجہ کیسے بلند ہوگیا؟ اسے جواب دیا جاتا ہے کہ تیرے لئے تیرے بچے کی دعا کے سبب سے (یعنی تیرے لئے تیری اولاد نے دعا کی) اس وجہ سے تیرا درجہ بلند ہوا۔

(ابنِ ماجہ کتاب الادب باب برالوالدین)

....

تربیتِ اولاد سے غفلت قتلِ اولاد کے مترادف ہے

تربیتِ اولاد، درحقیقت ایک عظیم جہاد ہے جس میں غفلت اور سُستی سنگین غلطی ہے جو بچوں کو اخلاقی اور رُوحانی طور پر قتل کرنے کے مترادف ہے۔ عدم تربیت یافتہ بچے معاشرہ کیلئے بوجھ بھی بن سکتے ہیں اور اپنے والدین کے لئے وبالِ جان بننے کے علاوہ دیگر شہریوں کے لئے بھی مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ اِسی لئے ہمارا دین اِسے قتلِ اولاد کے مترادف قرار دیتا ہے۔ (بنی اسرائیل: 23)

(باقی آئندہ)

مکرم محمود احمد صاحب (بنگالی) مرحوم

(ثاقب محمود عاطف۔ آسٹریلیا)

محترم محمود احمد شاہد صاحب (مرحوم) امیر جماعت آسٹریلیا کی ذات کو سب سے زیادہ اور حسین خراجِ تحسین تو ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا۔ چونکہ اس عاجز نے بھی ان کی بے پناہ شفقتوں سے باقی احباب کی طرح حصہ پایا ہے۔ اور ایک لمبا عرصہ ان کے زیرِ نگرانی کام کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اس لیے خاکسار ان کی زندگی کے بعض پُرشفقت واقعات جن کا زیادہ تر تعلق خاکسار سے ہے بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔

آپ سے میری پہلی باقاعدہ ملاقات 1996ء میں آسٹریلیا آنے پر ہوئی۔ خاکسار جب ائرپورٹ سے مسجد پہنچا تو مسجد کے بالائی حصہ پر جہاں آجکل MTA کا اسٹوڈیو ہے وہاں رہائش پذیر ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ہی سیڑھیوں سے السلام علیکم کی آواز آئی۔ دیکھا تو محترم امیر صاحب تشریف لا رہے تھے۔ بڑی گرمجوشی سے گلے لگایا اور خوشی کا اظہار فرمایا اور سفر کا بھی پوچھا کہ کیسا گزرا ہے۔ ان دنوں ان کے پاؤں میں تکلیف تھی۔ خاکسار نے عرض کی کہ مَیں خود حاضر ہو جاتا۔ فرمانے لگے: نہیں، تم مہمان ہو اس لئے میرا آنا فرض بنتا تھا۔

1996ء میں ہی کچھ احمدی خاندان آسٹریلیا آکر آباد ہوئے تو محترم امیر صاحب نے ہر لحاظ سے ان کی مدد فرمائی اور ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کا بھی خود خیال رکھا۔ یہاں تک کہ ان کو Centerlink اور Medicare کے دفاتر میں بھی خود لے کر جاتے رہے۔ خاکسار کے ساتھ بھی خود امیگریشن کے آفس گئے تا کہ میری درخواست جمع کرواسکیں اور اس کے بعد ٹیکس آفس (ATO) میں لے جا کر خود خاکسار کے لیے ٹیکس فائل نمبر کے لیے فارم پُر کیے۔

محترم امیر صاحب اکثر اپنے خطبات میں جو جلسہ سالانہ یا خدام کے اجتماع کے موقعہ پر ہوئے اہل خانہ سے نیک سلوک کی تلقین فرماتے اور خاندانی جھگڑوں کے جو کیس آتے ان کی وجہ سے کافی پریشان رہتے۔

2000ء میں خاکسار نے جب گھر خریدا تو ازراہِ شفقت خاکسار کے ساتھ گھر دیکھنے گئے اور بہت خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔

جون 2003ء میں خاکسار مسجد آیا ایک رپورٹ بنانی تھی جو کہ لندن جانی تھی۔ خاکسار نے رپورٹ تیار کر کے محترم امیر صاحب کو دی اور درخواست کی کہ لندن فیکس کرنی ہے۔ رات کافی ہو چکی تھی اور موسم بھی خراب تھا۔ واپسی سفر میں Hollinsworth road پر خاکسار کا بہت بُرا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور گاڑی بھی write off ہو گئی تاہم اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو محفوظ رکھا۔ محترم امیر صاحب کو فجر کی نماز پر پتہ چلا تو دن چڑھتے ہی خاکسار کے گھر تشریف لے آئے۔ اور دروازہ پر ہی نہایت فکر سے پوچھا کہ تم ٹھیک ہو۔ مجھے فجر کی نماز پر پتہ چلا تھا اور دن ہونے کا انتظار کر رہا تھا کہ تمہاری خیریت دریافت کرنے آؤں۔

2010ء میں جب خاکسار کے والد صاحب کی وفات ہوئی تو فون سنتے ہی تشریف لے آئے خاکسار کو گلے لگایا تو خاکسار کی سسکیاں نکل گئیں جس پر مجھے کافی دیر سینہ سے لگائے رکھا اور زیرِلب دعائیں کرتے رہے جن کی آواز مجھے بھی آرہی تھی۔

محترم امیر صاحب (مرحوم) کے اندر خلافت سے محبت اور ادب کا ایک سمندر موجزن رہتا۔ دربارِ خلافت سے جب بھی کوئی ارشاد آتا تو اس کو پورا کرنے کے لیے بیقرار رہتے اور خلیفۂ وقت کے لئے دعا کی تحریک فرماتے رہتے۔ اور حضور انور کے خطبات سننے کی طرف احباب جماعت اور عاملہ کو تلقین فرماتے رہتے اور پھر مجلس عاملہ کے اجلاسات میں یہ سلسلہ بھی شروع فرمایا کہ پچھلے چار ہفتوں کے خطبات جمعہ کا خلاصہ پیش کیا جائے۔ خاکسار کو محترم امیر صاحب کے خطوط لکھنے کی کئی سالوں سے توفیق ملتی رہی۔ میں نے یہ بات خاص طور سے نوٹ کی کہ جب حضورانور کی خدمت میں خط لکھواتے اور کسی معاملہ میں راہنمائی درکار ہوتی تو فرماتے کہ لکھو ”حضورِ انور کی خدمت اقدس میں نہایت ادب سے درخواست ہے“۔

2013ء میں جب حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آسٹریلیا کے دورہ پر تشریف لانے والے تھے تو اس وقت محترم امیر صاحب بیمار تھے لیکن اس کے باوجود دورہ کے متعلق چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال رکھا اور ہدایات دیتے رہے اور ہر چھوٹی سے چھوٹی بات جس کے لیے حضورِانور کی اجازت یا راہنمائی کی ضرورت ہوتی تو خاکسار کو فرماتے کہ حضور کو راہنمائی کے لیے خط لکھو۔

محترم امیر صاحب کو اس بات کا بھی بہت خیال رہتا کہ خدّام یا احبابِ جماعت کی بہتر رنگ میں تربیت ہو اور وہ نہایت ذمہ داری سے جماعتی خدمات سرانجام دیں۔ اس سلسلہ میں آپ اکثر نصیحت فرماتے اور ہدایات سے نوازتے۔ ایک وصف آپ میں یہ بھی تھا کہ ہر آدمی سے اس کی صلاحیتوں کے مطابق کام لیتے اور اکثر احباب کو مختلف کاموں میں involve رکھتے۔

2003ء میں مکرم فیروز علی شاہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا مسجد بیت الفتوح کے افتتاح کے پروگرام میں شرکت کے لئے جماعتی نمائندہ کے طور پر لندن تشریف لے گئے۔ ان دنوں مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کا سالانہ اجتماع تھا اور خاکسار ناظمِ اعلیٰ اجتماع تھا۔ صدر صاحب نے لندن جاتے ہوئے خاکسار کو قائم مقام صدر مجلس کی ذمہ داری بھی عنایت فرمائی۔ اجتماع کی افتتاحی تقریب کے موقع پر خاکسار کچھ نروس تھا۔ خاکسار نے محترم امیر صاحب سے درخواست کی کہ وہ بھی اسٹیج پر خاکسار کے ساتھ تشریف رکھیں۔ فرمانے لگے کیوں؟ میں نے عرض کی کہ صدر صاحب بھی یہاں نہیں اور میں نے بھی کبھی افتتاحی تقریب سے خطاب نہیں کیا اس لیے تھوڑی گھبراہٹ ہے۔ فرمانے لگے ایک بات یاد رکھو کہ الٰہی جماعتیں بندوں کے بل بوتے پر نہیں چلتیں۔ خدا خود انہیں چلاتا ہے۔ جاؤ وہاں بیٹھو اور پروگرام شروع کرو۔

محترم امیر صاحب کے اندر انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ لباس بھی بہت سادہ ہوتا اور ہر خاص و عام سے نہایت محبت اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ خودنمائی تو چُھو کر بھی نہ گزری تھی۔ ہر کام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک فضل ہی سمجھتے۔ کبھی یہ نہ کہا کہ یہ کام میری وجہ سے ہوا ہے۔

2008ء میں خلافت جوبلی تھی۔ اس سال نمائش کی تیاری کے سلسلہ میں خاکسار کے ساتھ کچھ چیزیں خریدنے کے لئے گئے۔ کیونکہ شوگر کے مریض تھے مَیں نے عرض کی کہ امیر صاحب کچھ کھا لیں یا کافی پی لیں۔ فرمانے لگے کہ چلو کافی پیتے ہیں۔ جب ہم کافی پی رہے تھے تو فرمانے لگے کہ جب سے آسٹریلیا آیا ہوں آج تیسری دفعہ باہر کافی پی رہا ہوں۔ اس بات کا خاکسار پر آج تک اثر ہے کہ آپ ایک ملک نہیں بلکہ براعظم کے امیر تھے اور کتنی سادگی سے زندگی بسر کر رہے تھے۔

محترم امیر صاحب بچوں سے بہت شفقت فرماتے اور بچے بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔ کسی پروگرام کے بعد بچے بھی ان کی طرف مقناطیسی کشش کی طرح کھنچے آتے۔ خاکسار کے بچوں سے بھی بہت شفقت فرماتے۔ ایک دفعہ میرا بڑا بیٹا جبکہ وہ ابھی چھوٹا تھا ضد کر بیٹھا کہ میں نے مسجد میں ہی کھانا کھانا ہے۔ پوچھنے لگے کہ کیوں ضد کر رہا ہے؟ میں نے عرض کی کہ ضد ہے کہ کھانا مسجد میں ہی کھاؤں گا۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر گھر لے گئے کہ آؤ کھانا کھلاؤں۔

عزیزم کاشف کی آنکھوں کا آپریشن تھا۔ خاکسار نے دعا کے لیے فون کیا تو فرمایا کہ ضرور دعا کروں گا۔ رات کو ہم لیٹ گھر آئے تو میں نے مناسب نہ جانا کہ اس وقت فون کر کے بتاؤں۔ رات کے دس بجے فون کی گھنٹی بجی تو دوسری طرف محترم امیر صاحب تھے۔ فرمانے لگے کہ کاشف کا کیا حال ہے؟ مَیں جاگ رہا تھا کہ اس کی کوئی خبر آئے تو پھر سوؤں۔

2013ء میں حضور انور کے دورہ آسٹریلیا کے دوران عزیزم کاشف کی آنکھوں میں جو تار آپریشن کے بعد ڈالی گئی تھی وہ باہر نکل آئی۔ بہت پریشانی ہوئی۔ امیر صاحب کو ساری صورتحال بتائی اور دعا کے لیے بھی عرض کی۔ محترم ناصر کاہلوں صاحب (نائب امیر) کی بیگم صاحبہ نے جو کہ ڈاکٹر ہیں اس کا معائنہ کیا اور ساتھ ساتھ ہاسپٹل سے ہدایات بھی لیں۔ عزیزم کاشف کی آنکھوں سے مسلسل پانی بہتا تھا اور یہی وجہ اس کے آپریشن کی تھی۔ رات کو میں کاشف کو لے کر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ دعا اور دوا کی درخواست کروں۔ جب حضور آفس سے باہر تشریف لائے تو میں نے کاشف کو آگے کیا تو حضور نے دریافت فرمایا کہ یہ بچہ کون ہے؟ محترم امیر صاحب نے عرض کی حضور! ثاقب کا بیٹا ہے۔ حضور نے اس کی آنکھوں کا معائنہ فرمایا اور ازراہ شفقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی اس کی دونوں آنکھوں پر پھیری اور فرمایا 'اللہ فضل فرمائے'۔ الحمدللہ کہ اس کے بعد اس کی آنکھوں سے پانی بہنا بند ہو گیا۔

محترم امیر صاحب جماعت کی ہر چیز کا بہت خیال رکھتے کہ وہ خراب نہ ہو۔ اکثر مسجد میں بچے کرسیاں دھوپ میں چھوڑ جاتے اور محترم امیر صاحب ان کو چھاؤں میں رکھتے کہ دھوپ کی وجہ سے خراب نہ ہو جائیں۔ ایک واقعہ اپنی طالبعلمی کے زمانہ کا سنایا کرتے تھے کہ ربوہ میں بہت گرمی ہوتی تھی اور ہوسٹل میں پنکھا بھی نہیں تھا۔ لہٰذا ہم ناظر صاحب تعلیم کے دفتر گئے اور پنکھے کے لیے درخواست کی۔ ناظر صاحب نے فرمایا کہ درخواست لکھ کر دو۔ امیر صاحب نے کہا کہ ہمارے پاس تو کاغذ اور قلم بھی نہیں ہے تو دفتر کے ایک کارکن سے کاغذ لینے کے لئے کہا اور دفتر کے کارکن نے ناظر صاحب سے پوچھا کہ ان کو پورا کاغذ دوں یا آدھا۔ اور پھر ہمیں پنکھا ملا۔ خاکسار نے محترم امیر صاحب سے پوچھا کہ امیر صاحب پنکھا بجلی کا تھا؟ فرمانے لگے کہ نہیں ہاتھ سے چلانے والا تھا۔ شاید یہی ٹریننگ ان کی پوری زندگی میں جماعتی املاک کے حوالہ سے کام آتی رہی۔

2013ء میں جب حضور انور آسٹریلیا کے دورہ پر تھے محترم امیر صاحب بیمار تھے۔ ایک دن خاکسار نے خواب دیکھا کہ امیر صاحب بغیر لاٹھی کے چل رہے ہیں اور بالکل ٹھیک ہیں۔ خاکسار جب مسجد گیا تو دیکھا کہ امیر صاحب اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لا رہے تھے اور لاٹھی سے چل رہے ہیں۔ میں نے سلام عرض کیا اور آپ نے بڑی گرمجوشی سے جواب دیا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ رات کو مَیں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ بغیر لاٹھی کے چل رہے ہیں۔ تو فوراً لاٹھی اٹھا کر ہاتھ میں پکڑ لی اور چلنا شروع کر دیا۔ خاکسار نے عرض کی کہ امیر صاحب لاٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی ہی نہیں۔ تو لاٹھی ایک اور صاحب جو ساتھ چل رہے تھے ان کو پکڑا دی اور فرمایا کہ لو تمہارا خواب پورا ہو گیا۔

غرباء اور ضرورتمندوں کی ہر ممکن مدد فرمایا کرتے۔ خاکسار کے ہاتھ کئی دفعہ اپنے صدر خدام الاحمدیہ کے دَور کے کارکنوں کو پاکستان میں چاکلیٹ اور دوسرے تحائف بھیجے۔ ایک دفعہ لاہور میں ایک صاحب کے بیٹے یا بیٹی کی شادی تھی تو خاکسار کے ہاتھ دس ہزار روپے کی خطیر رقم ان کے لئے بھجوائی۔

ایک دوست نے خاکسار کو بتایا کہ یہاں آسٹریلیا میں بھی اپنی آمد کا زیادہ تر حصہ بیواؤں اور ضرورتمندوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ محترم امیر صاحب ان افراد کے لیے عید کے موقع پر کھانے کا ضرور اہتمام فرماتے جنہوں نے اسائلم کے لیے اپلائی کیا ہوتا اور وہ یہاں اکیلے ہوتے تھے اور ان کی فیملی کا کوئی اَور فرد یہاں نہ تھا تا کہ ان کو عید کے موقعہ پر اکیلے پن کا احساس نہ ہو۔

آپ کی وفات پر کئی ممبران پارلیمنٹ بھی تشریف لائے۔ آپ کے ان کے ساتھ بہت اچھے تعلقات تھے۔ اس موقع پر خاکسار کی بات ایک ممبر پارلیمنٹ Mrs Louis Markus کے ساتھ ہو رہی تھی۔ اور وہ بار بار دکھ کا اظہار کر رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ محمود صاحب کا وجود صرف جماعت احمدیہ آسٹریلیا کے لیے ہی نہیں بلکہ

HE WAS BLESSING FOR WHOLE AUSTRALIA

اللہ تعالیٰ محترم امیر صاحب (مرحوم) کے درجات بلند فرمائے اور ہمیشہ ان کو اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کی نیک یادیں اور نیک کام ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

محترم ڈاکٹر ریاض اکبر صاحب کے ان الفاظ میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

”اک شخص جنابِ عالی تھا
جو حرص و ہوا سے خالی تھا
ہاں علم و عمل میں عالی تھا
محمود احمد بنگالی تھا“

☆......☆......☆

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ...... ازصفحہ نمبر 20

اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گردانتا۔ اور اسی میں کھوئے جانا۔'' (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کے جوابات، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349-350)

پس یہ حقیقی توحید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھوئے جانا اور خالص ہو کر اس کی عبادت کرنا اور اس کی بندگی اختیار کرنا۔ اب ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے یہ تعلق قائم ہے یا ہم قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا وقت پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آگے ہم جھکتے ہیں لیکن عملاً موقع آئے تو غیر اللہ پر ہم زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ اگر ہم اس معیار کی توحید پر قائم ہو جائیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے تو پھر وہ خدا ملتا ہے جس سے ملانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تھے۔

پھر دوسری بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبے کا ادراک پیدا کرنا ہے جس کے پیدا کروانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بار بار تلقین فرمائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''غور کر کے دیکھو کہ جب یہ لوگ خلاف قرآن و سُنت کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو پادریوں کو نکتہ چینی کا موقعہ ملتا ہے اور وہ جھٹ پٹ کہہ اٹھتے ہیں کہ تمہارا پیغمبر مر گیا اور معاذ اللہ وہ زمینی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ زندہ اور آسمانی ہے اور اس کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے کہتے ہیں کہ وہ مُردہ ہے۔ سوچ کر بتاؤ کہ وہ پیغمبر جو افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہے ایسا اعتقاد کر کے اس کی فضیلت اور خاتمیت کو یہ لوگ بٹہ نہیں لگاتے؟ ضرور لگاتے ہیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔'' فرمایا کہ ''میں یقین رکھتا ہوں کہ پادریوں سے جس قدر توہین ان لوگوں نے اسلام کی کرائی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مُردہ کہلایا ہے اسی کی سزا میں یہ نکبت اور بدبختی اُن کے شامل حال ہو رہی ہے۔'' (اسی لئے وہ خوار اور بدبخت ہو رہے ہیں۔) ''ایک طرف تو منہ سے کہتے ہیں کہ وہ افضل الانبیاء ہیں اور دوسری طرف اقرار کر لیتے ہیں کہ 63 سال کے بعد مر گئے اور مسیح اب تک زندہ ہے اور نہیں مرا حالانکہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔(النساء: 114)'' (اور تجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔) ''پھر کیا یہ ارشاد الٰہی غلط ہے؟ نہیں یہ بالکل درست اور صحیح ہے۔ وہ جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مُردہ ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی کلمہ توہین کا نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی فضیلت ہے جو کسی نبی میں نہیں ہے۔ میں اس کو عزیز رکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کو جو شخص بیان نہیں کرتا وہ میرے نزدیک کافر ہے۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 29-28۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں:

''مَیں قرآن شریف سے یہ استنباط کرتا ہوں کہ سب انبیاء کے وصفی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیئے گئے کیونکہ آپ تمام انبیاء کے کمالات متفرقہ اور فضائل مختلفہ کے جامع تھے۔ اور اسی طرح جیسے تمام انبیاء کے کمالات آپ کو ملے۔ قرآن شریف بھی جمیع کتب کی خوبیوں کا جامع ہے۔ چنانچہ فرمایا فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ (البیّنۃ: 04)'' (یعنی اس میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات ہیں۔) ''اور مَافَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ (الانعام: 39)'' (ہم نے اس کتاب میں کوئی کمی نہیں کی۔) ''ایسا ہی ایک جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا ہے کہ تمام نبیوں کی اقتدا کر۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ امر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک امر تو تشریعی ہوتا ہے جیسے یہ کہا کہ نماز قائم کرو یا زکوٰۃ دو وغیرہ اور بعض امر بطور خلق ہوتے ہیں جیسے یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ (الانبیاء: 70)۔ یہ امر جو ہے کہ تو سب کی اقتدا کر، یہ بھی خلقی اور کونی ہے یعنی تیری فطرت کو حکم دیا کہ وہ کمالات جو جمیع انبیاء علیہم السلام میں متفرق طور پر موجود تھے اس میں یکجائی طور پر موجود ہوں اور گویا اس کے ساتھ ہی وہ کمالات اور خوبیاں آپ کی ذات میں جمع ہو گئیں۔'' (ملفوظات جلد 5 صفحہ 113۔ 114 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آیت خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''چنانچہ ان خوبیوں اور کمالات کے جمع ہونے ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ پر نبوت ختم ہوگئی اور یہ فرمایا کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب: 41)'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم جیسے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔ ''ختم نبوت کے یہی معنی ہیں کہ نبوت کی ساری خوبیاں اور کمالات تجھ پر ختم ہو گئے اور آئندہ کے لئے کمالات نبوت کا باب بند ہو گیا اور کوئی نبی مستقل طور پر نہ آئے گا۔ نبی عربی اور عبرانی دونو زبانوں میں مشترک لفظ ہے جس کے معنی ہیں خدا سے خبر پانے والا اور پیشگوئی کرنے والا۔ جو لوگ خود براہ راست خدا سے خبریں پاتے تھے، وہ نبی کہلاتے تھے اور یہ گویا اصطلاح ہو گئی تھی۔ مگر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بند کر دیا ہے اور مہر لگا دی ہے کہ کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کے بغیر نہیں ہو سکتا جبتک آپ کی امّت میں داخل نہ ہو اور آپ کے فیض سے مستفیض نہ ہو وہ خدا تعالیٰ سے مکالمہ کا شرف نہیں پا سکتا جبتک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں داخل نہ ہو۔ اگر کوئی ایسا ہے کہ وہ بِدُوں اس امت میں داخل ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پانے کے بغیر کوئی شرف مکالمہ الٰہی حاصل کر سکتا ہے تو اسے میرے سامنے پیش کرو۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 114۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 32)۔ خدا کے محبوب بننے کے واسطے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ایک راہ ہے اور کوئی دوسری راہ نہیں کہ تم کو خدا سے ملا دے۔ انسان کا مدّعا صرف اس ایک واحد لاشریک خدا کی تلاش ہونا چاہئے۔ شرک اور بدعت سے اجتناب کرنا چاہئے۔ رسوم کا تابع اور ہوا و ہوس کا مطیع نہ بننا چاہئے۔ دیکھو مَیں پھر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی راہ کے سوا اور کسی طرح انسان کامیاب نہیں ہو سکتا۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 124۔125۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارا صرف ایک ہی رسول ہے اور صرف ایک ہی قرآن شریف اس رسول پر نازل ہوا ہے جس کی تابعداری سے ہم خدا کو پا سکتے ہیں۔ آجکل کے فقراء کے نکالے ہوئے طریقے اور گدی نشینوں اور سجادہ نشینوں کی سیفیاں اور دعائیں اور درود اور وظائف یہ سب انسان کو مستقیم راہ سے بھٹکانے کا آلہ ہیں۔ سو تم اُن سے پرہیز کرو۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کی مہر کو توڑنا چاہا گویا اپنی الگ ایک شریعت بنا لی ہے۔ تم یاد رکھو کہ قرآن شریف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی پیروی اور نماز روزہ وغیرہ جو مسنون طریقے ہیں ان کے سوا خدا کے فضل اور برکات کے دروازے کھولنے کی اور کوئی کنجی ہے ہی نہیں۔ بھولا ہوا ہے وہ جو ان راہوں کو چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکالتا ہے۔ ناکام مرے گا وہ جو اللہ اور اس کے رسول کے فرمودہ کا تابعدار نہیں بلکہ اَور اَور راہوں سے اسے تلاش کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 125 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس نہ کوئی پیر نجات کا باعث بن سکتا ہے نہ کوئی مولوی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع میں ہے۔ پھر جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بندوں کے ایک دوسرے پر حقوق قائم کرنے کا اور ان کا ادراک دلوانے بھی آئے تھے۔ آپ علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ اگر تم ایک دوسرے کے حقوق قائم نہیں کرو گے تو نہ ہی خدا تعالیٰ سے تمہارا تعلق ہے اور نہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہارا تعلق ہے۔ اور نہ ہی اسلام سے تمہارا تعلق ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امن اور صلح اور بندوں کے حقوق قائم کرنے کی بنیاد ڈالی ہے۔ آپ علیہ السلام نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس بھیجے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین ہیں ان کا صحیح ادراک پیدا کروایا۔

آپ علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ قرآن کریم نے ہر طبقہ کے حقوق قائم کئے ہیں۔ اسلام کے اس امن اور سلامتی کے اصول کو بیان فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

''یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دِلوں میں ان کی عزت اور عظمت بٹھا دی۔ اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھلایا۔ اسی اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آ گئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے پیشوا ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے۔''

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 259)

پھر اس بارے میں آپ مزید فرماتے ہیں:

''یہ بھی عرض کر دینے کے لائق ہے کہ اسلامی تعلیم کے رُو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔ اوّل ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے۔ اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو، شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔''

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 281)

پس یہ ہے وہ مقصد جس کو ہر اس شخص کو جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اپنے اوپر لاگو کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ ہے وہ مقصد جس کے حصول کے لئے ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہئے۔ افسوس کہ اس اصول کو مسلمان بھولے ہوئے ہیں اور یہی وجہ ہے جو اسلامی ممالک میں فتنہ و فساد پھیلا ہوا ہے۔ رعایا اور حکومتیں ایک دوسرے کی گردنیں کاٹ رہی ہیں۔ ہر شخص ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ حکومتیں عوام سے ناجائز مطالبے کرتی ہیں اور عوام حکومت سے ناجائز مطالبے کرتے ہیں۔ اس بات کو بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک پہلو سے سلاطین رعایا پر حُکم چلاتے ہیں اور دوسرے پہلو سے رعیّت سلاطین پر حُکم چلاتی ہے۔ اور جب تک یہ دونوں پہلو اعتدال سے چلتے ہیں تب تک اُس ملک میں امن رہتا ہے اور جب کوئی بے اعتدالی رعایا کی طرف سے یا بادشاہوں کی طرف سے ظہور میں آتی ہے تبھی ملک میں سے امن اٹھ جاتا ہے۔''

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 33)

پس جب تک دونوں طرف سے انصاف نہ ہو، جب تک دونوں طرف سے اپنے فرض پورے کرنے اور دوسرے کا حق دینے کی روح نہ ہو سلامتی اور امن قائم نہیں رہ سکتا۔ اور یہی آجکل جیسے میں نے کہا مسلمان کہلانے والے ممالک کا المیہ ہے۔ ہم احمدیوں نے جس جس ملک میں وہ ہیں اسلام کی حقیقی تعلیم سے اور انصاف کی حقیقی اسلامی روح سے دنیا کو آشنا کرنا ہے تا کہ امن اور سلامتی قائم ہو اور ایک دوسرے کے حق صحیح رنگ میں ادا ہوں۔

ایک حقیقی احمدی کو کس طرح حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ سب سے مشکل اور نازک مرحلہ حقوق العباد ہی کا ہے کیونکہ ہر وقت اس کا معاملہ پڑتا ہے اور ہر آن یہ ابتلا سامنے رہتا ہے۔ پس اس مرحلہ پر بہت ہی ہوشیاری سے قدم اٹھانا چاہئے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دشمن کے ساتھ بھی حد سے زیادہ سختی نہ ہو۔ بعض لوگ چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی تخریب اور بربادی کے لئے سعی کی جاوے۔ پھر وہ اس فکر میں پڑ کر جائز اور ناجائز امور کی بھی پروا نہیں کرتے۔ اس کو بدنام کرنے کے واسطے جھوٹی تہمت اس پر لگاتے، افترا کرتے اور اس کی غِیبت کرتے اور دوسروں کو اس کے خلاف اُکساتے ہیں۔ اب بتاؤ کہ معمولی دشمنی سے کس قدر برائیوں اور بدیوں کا وارث بنا اور پھر یہ بدیاں جب اپنے بچے دیں گی تو کہاں تک نوبت پہنچے گی۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں۔ اس کی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے۔ پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہو گا؟ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا طریق

ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں۔ خوب یاد رکھو کہ انسان کو شرف اور سعادت تب ملتی ہے جب وہ ذاتی طور پر کسی کا دشمن نہ ہو۔ ہاں اللہ اور اس کے رسول کی عزت کے لئے الگ امر ہے۔ یعنی جو شخص خدا اور اس کے رسول کی عزت نہیں کرتا بلکہ ان کا دشمن ہے اسے تم اپنا دشمن سمجھو۔ اس دشمنی سمجھنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تم اس پر افتراء کرو اور بلا وجہ اس کو دکھ دینے کے منصوبے کرو۔ نہیں۔ بلکہ اس سے الگ ہو جاؤ اور خدا تعالیٰ کے سپرد کرو۔ ممکن ہو تو اس کی اصلاح کے لئے دعا کرو۔ اپنی طرف سے کوئی نئی بھاجی اس کے ساتھ شروع نہ کرو۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 105-104۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اعلیٰ اخلاق اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپ علیہ السلام نے ہمیں فرمایا کہ:

''ہر شخص کو ہر روز اپنا مطالعہ کرنا چاہئے کہ وہ کہاں تک ان امور کی پروا کرتا ہے اور کہاں تک وہ اپنے بھائیوں سے ہمدردی اور سلوک کرتا ہے۔ اس کا بڑا بھاری مطالبہ انسان کے ذمہ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کہے گا کہ مَیں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا تھا اور تُو نے مجھے پانی نہ دیا۔ مَیں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ جن لوگوں سے یہ سوال ہوگا وہ کہیں گے کہ اے ہمارے ربّ! تُو کب بھوکا تھا جو ہم نے کھانا نہ دیا۔ تُو کب پیاسا تھا جو پانی نہ دیا اور تُو کب بیمار تھا جو تیری عیادت نہ کی۔ پھر خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ جو ہے وہ اِن باتوں کا محتاج تھا مگر تم نے اس کی کوئی ہمدردی نہ کی۔ اس کی ہمدردی میری ہی ہمدردی تھی۔ ایسا ہی ایک اَور جماعت کو کہے گا کہ شاباش! تم نے میری ہمدردی کی۔ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا وغیرہ۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا وغیرہ۔ وہ جماعت عرض کرے گی کہ اے ہمارے خدا! ہم نے کب تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب اللہ تعالیٰ جواب دے گا کہ میرے فلاں بندہ کے ساتھ جو تم نے ہمدردی کی وہ میری ہی ہمدردی تھی۔ دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کیا ہوگا کہ وہ اُس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی۔ مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حسن سلوک گویا مالک کے ساتھ حسن سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چِڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری برتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے۔

غرض اخلاق ہی ساری ترقیات کا زینہ ہے۔ میری دانست میں یہی پہلو حقوق العباد کا ہے جو حقوق اللہ کے پہلو کو تقویت دیتا ہے۔ جو شخص نوع انسان کے ساتھ اخلاق سے پیش آتا ہے خدا تعالیٰ اس کے ایمان کو ضائع نہیں کرتا۔ جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک کام کرتا ہے اور اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اُس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نمائش اور نمود کے لئے جو اخلاق برتے جائیں وہ اخلاق خدا تعالیٰ کے لئے نہیں ہوتے اور ان میں اخلاص کے نہ ہونے کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ اس طرح پر تو بہت سے لوگ سرائیں وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ ان کی اصل غرض شہرت ہوتی ہے۔ اور اگر انسان خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کرے تو خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اسے ضائع نہیں کرتا اور اس کا بدلہ دیتا ہے۔''

فرمایا کہ ''مَیں نے تذکرۃ الاولیاء میں پڑھا ہے کہ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہوئی اور کئی روز تک رہی۔ ان بارش کے دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ ایک اسّی برس کا بوڑھا گبر ہے جو کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے ڈال رہا ہے۔'' (گبر کہتے ہیں جو آتش پرست لوگ تھے) ''مَیں نے اس خیال سے کہ کافر کے اعمال حبط ہو جاتے ہیں اس سے کہا کہ کیا تیرے اس عمل سے تجھے کچھ ثواب ہو گا؟ اس گبر نے جواب دیا کہ ہاں ضرور ہوگا۔ پھر وہی ولی اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جو مَیں حج کو گیا تو دیکھا وہی گبر طواف کر رہا ہے۔ اس گبر نے مجھے پہچان لیا اور کہا کہ دیکھو اُن دانوں کا مجھے ثواب مل گیا یا نہیں؟ یعنی وہی دانے میرے اسلام لانے کا موجب ہوگئے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 281-280۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

'' اللہ تعالیٰ نے جا بجا رحم کی تعلیم دی ہے۔ یہی اخوت اسلامی کا منشاء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تمام مسلمان مومن آپس میں بھائی ہیں۔ ایسی صورت میں کہ تم میں اسلامی اخوت قائم ہو اور پھر اس سلسلہ میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوّت بھی ساتھ ہو۔'' یہاں پر احمدیوں کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ ایک تو تمہارے اندر اسلامی اخوّت قائم ہو اور پھر اس سلسلے میں ہونے کی وجہ سے دوسری اخوّت بھی بڑھے۔ آپ نے فرمایا: ''خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔'' فرمایا کہ ''جو شخص حقوق العباد کی پروا نہیں کرتا وہ آخر حقوق اللہ کو بھی چھوڑ دیتا ہے کیونکہ حقوق العباد کا لحاظ رکھنا یہ بھی تو امرِ الٰہی ہے جو حقوق اللہ کے نیچے ہے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 350۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنے اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقصد کو بھی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ ہم صحیح اسلامی تعلیم کے پھیلانے والے ہوں اور دنیا کو یہ باور کرانے والے ہوں کہ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس پر حقیقی رنگ میں عمل کر کے انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور دنیا میں حقیقی امن کا قیام ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب اس پر عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ بنگلہ دیش میں سب شاملین جلسہ کو جو اس وقت وہاں بیٹھے ہوئے ہیں خیریت سے اپنے گھروں کو واپس لے کر جائے اور ان کے گھروں میں بھی ہر لحاظ سے خیریت رکھے۔ بنگلہ دیش کے حالات بھی بعض دنوں میں کافی خراب ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو وہاں اپنی حفاظت اور امان میں رکھے اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں احمدیوں پر مشکلات ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور محفوظ رکھے۔ اب دعا کرلیں۔

☆☆☆ دعا ☆☆☆

''جہاد کی ضرورت نہیں رہی''

15 مسلمان ممالک کے نامور علماء کا متفقہ اعلان

(ڈاکٹر طارق احمد مرزا۔ آسٹریلیا)

اردو معاصر روزنامہ ''پاکستان'' ترکی میں منعقد ہونے والی ایک بین الاقوامی کانفرنس کی خبر دیتے ہوئے زیر عنوان ''مسلمان علماء نے ابن تیمیہ کا ''فتویٰ جہاد'' تبدیل کر دیا'' لکھتا ہے:

''نامور مسلمان علماء نے قرون وسطیٰ کے اس فتویٰ کو تبدیل کر دیا جس میں جہاد کی تبلیغ کی گئی ہے۔ جنوب مشرقی ترکی کے شہر مردین میں علماء کی کانفرنس میں قرار دیا گیا کہ اس وقت جب کہ دنیا ''گلوبل ویلج'' بن گئی ہے اور ایک دوسرے کے مذہبی عقیدے اور انسانی حقوق کا احترام کیا جاتا ہے جہاد کی ضرورت نہیں رہی۔ ...... مردین فتویٰ کے حوالے سے اب علماء نے کہا ہے ''جو کوئی اس فتوے سے جہاد کی ترغیب پاتا ہے وہ غلطی پر ہے۔ یہ کسی ایک مسلمان یا گروہ پر لازم نہیں کہ وہ جہاد کرے۔''

مردین کانفرنس میں 15 ملکوں کے نامور دینی سکالر شریک ہوئے جن میں سعودی عرب، ترکی، بھارت، کویت، ایران، مراکش اور انڈونیشیا کے علماء شامل ہیں۔ بوسنیا کے مفتی اعظم مصطفیٰ، ماریطانیہ کے شیخ عبداللہ، اور یمن کے شیخ حبیب علی بھی ان میں تھے۔ ابن تیمیہ کے فتوے میں مسلمانوں کو غیر مسلموں کے خلاف جہاد کے لئے کہا گیا ہے لیکن ان علماء کا کہنا ہے یہ مسلمان علاقوں پر منگولوں کے حملوں کے تناظر میں تھا۔ کانفرنس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری ہوا اس میں کہا گیا ہے تمام اقسام کا سیکولرازم خلاف مذہب نہیں ......''۔

(روزنامہ ''پاکستان'' مؤرخہ 4/فروری 2010ء)

واضح رہے کہ کانفرنس کے اصل اعلامیہ کے مطابق کانفرنس میں شریک علماء نے شیخ تقی الدین ابن تیمیّہ (1263-1328) کا کوئی فتویٰ تبدیل نہیں کیا بلکہ ان کے اصل فتویٰ کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جو تحریف شدہ شکل میں رائج ہو چکا ہے اور اس کانفرنس کے انعقاد کا مقصد دنیا کو یہ بتلانا تھا کہ امام ابن تیمیہ نے اپنے زمانہ میں مردین شہر پر قابض منگولوں کے بارہ میں مقامی مسلمانوں کے ایک استفسار پر ''تعامل'' (ان کے ساتھ معاملہ طے کرلو) کا لفظ استعمال فرمایا تھا لیکن تحریف شدہ مروّجہ فتویٰ میں تعامل کی بجائے ''تقاتل'' (ان کو قتل کر دو) کا لفظ شامل کر دیا گیا اور مبیّنہ طور پر یہی تحریف شدہ فتویٰ آجکل مذہبی انتہا پسندی اور عالمی دہشت گردی کا سبب بن رہا ہے۔ مندوبین کے مطابق امام ابن تیمیہ کا اصل فتویٰ دمشق کی ایک لائبریری میں موجود ہے جو آپ کے ایک شاگرد ابن مفلح کی کتاب ''اَلآداب الشریعہ'' میں بھی شامل ہے، جبکہ تحریف شدہ فتویٰ 1909ء میں منظر عام پر آیا تھا۔

(بحوالہ مضمون - Memories of Mardin - از قلم سید افتخار مرشد۔ شائع کردہ۔ اخبار ''دی نیوز'' پاکستان مؤرخہ 28۔ مارچ 2011ء)

سوال یہ ہے کہ کیا واقعی آج بعض مسلمانوں میں رائج جہاد کا بگڑا ہوا تصور، مذہب کے نام پر یا مذہب کی آڑ میں خون خرابہ، اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے عالمی گھمبیر مسائل صرف ابن تیمیہ کے تحریف شدہ فتویٰ کا نتیجہ ہیں؟ ایسا ہوتا تو یقیناً ابن تیمیّہ کے محرّف فتویٰ کی تصحیح ہو چکنے کے بعد مذکورہ مسائل کا قلع قمع نہیں تو ان میں ایک نمایاں کمی ضرور واقع ہو جاتی۔ مگر حقیقت تو یہ ہے کہ 2010ء میں منعقدہ اس کانفرنس کے چھ برس گزر جانے کے بعد آج اسلامی دنیا کے مسائل پہلے سے بھی کئی گنا مزید بڑھ چکے ہیں اور خود کو مسلمان یا ''اسلامی'' کہنے والی کتنی ہی اور تشدد پسند تنظیمیں وجود میں آچکی ہیں جن میں سے اکثر (مبصرین اور محققین کے مطابق) قرون وسطیٰ کے کسی فتویٰ کی بنا پر نہیں بلکہ کسی اور ہی ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے امت مسلمہ کے مسائل میں افسوسناک اضافہ کا باعث بنتی چلی جا رہی ہیں۔

اصل حقیقت یہی ہے کہ عالم اسلام کے جملہ مسائل امام وقت حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کا انکار کرنے کا منطقی اور قدرتی نتیجہ ہیں۔ مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مسائل کا ایک حل (توحید کے قیام اور دجل کے خاتمہ کے علاوہ) مذہب کے نام پر ہونے والی جنگوں کا خاتمہ بتایا تھا جس کا اعلان اور انصرام امام آخرالزمان حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ہونا تھا۔ (بخاری کتاب الانبیاء۔ باب نزول عیسیٰ بن مریم)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح فرمان کے بعد اس مقصد کے لئے کسی اور فتویٰ کی کوئی ضرورت یا اہمیت باقی نہیں رہتی۔ بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام جہاد بالسّیف کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''جس حالت میں اب اسلام ہے اس کا علاج اب سوائے دعا کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ لوگ جہاد جہاد کہتے ہیں مگر اس وقت تو جہاد حرام ہے اس لئے خدا نے مجھے دعاؤں میں وہ جوش دیا ہے جیسے سمندر میں ایک جوش ہوتا ہے۔ چونکہ توحید کے لئے دعا کا جوش دل میں ڈالا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ارادۂ الٰہی بھی یہی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 172)

آپؑ نے اس زمانہ میں مسلسل کئی بار پوری ہونے والی یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی فرمائی کہ ؎

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ مطبوعہ 1902ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25/مارچ 2016ء میں فرمایا:

''اس زمانے میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کھل کر بتا دیا ہے کہ اب دین کے لئے جنگ وجدل حرام ہے، یہ حرکتیں خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث بن رہی ہیں۔ ...... ہر ایک جانتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پیغام بڑا واضح ہے کہ اب دین کے لئے یہ جنگیں حرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ دین کے نام پر ظلم کرنے والوں یا مسلمان ہوتے ہوئے ظلم کرنے والوں کو عقل دے چاہے وہ حکومتیں ہیں یا گروہ ہیں کہ وہ زمانے کے امام کی آواز کو سنیں اور ظلموں سے باز آئیں''۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 15/اپریل 2016 تا 21/اپریل 2016۔ صفحہ 6،7)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر188)

قارئین الفضل کی خدمت میں 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے متعدد واقعات میں سے بعض کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اسیران کی رہائی اور شریروں کی پکڑ کا جلد سامان فرمائے۔ آمین

سانحہ گوجرانوالہ پر اَپ ڈیٹ

گوجرانوالہ: ہماری گزشتہ رپورٹس میں اس امر کا تفصیلی طور پر ذکر آ چکا ہے کہ 27/ جولائی 2014ء کو گوجرانوالہ میں ایک احمدی نوجوان پر جھوٹے طور پر یہ الزام لگا کر کہ اس نے فیس بُک پر نعوذ باللہ خانہ کعبہ کی بےحرمتی کی ہے ایک ہجوم کو اکٹھا کر کے مشتعل کیا گیا اور اس کے بعد علاقہ میں موجود احمدیوں کے گھروں پر دھاوا بول دیا گیا۔ ان کے گھروں کو لُوٹ لینے کے بعد اس بپھرے ہوئے ہجوم نے گھروں میں موجود احمدی خواتین وحضرات و بچوں کو محبوس کر کے آگ لگا دی۔ اسلام کی غیرت کا نام استعمال کرتے ہوئے ملّاں نے جھوٹ کو بنیاد بنا کر نہتے احمدیوں پر جو حملہ کروایا اس افسوسناک واقعہ میں تین احمدی خواتین نے جن میں ایک سات ماہ کی بچی بھی شامل تھی جامِ شہادت نوش کیا۔ اور مزید اس پر یہ کہ یہ تمام کارروائی عوام کی ’محافظ‘ پولیس کی نفری کی موجودگی میں کی گئی اور پولیس نے مشتعل ہجوم کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی۔

اس واقعہ کے بعد علاقہ کے تمام احمدیوں کو اپنی حفاظت کے لئے علاقہ سے کسی اور مقام پر منتقل ہونا پڑا اور کئی ماہ تک یہ لوگ اپنے گھر بار سے دور مقیم رہے۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد درج کروائی جانے والی FIR میں کئی ایسے مجرموں کو نامزد کیا گیا تھا جنہوں نے اس واقعہ سے قبل عوام کے جذبات میں جھوٹ بول کر اشتعال پیدا کیا تھا یا براہِ راست جلوس کا حصہ بن کر احمدیوں کے گھروں کی لُوٹ مار میں شامل ہوئے تھے لیکن پھر بھی کافی عرصہ تک ان شقی القلب لوگوں کے خلاف انتظامیہ کی جانب سے کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ اس کے برعکس احمدی نوجوان کو جس پر خانہ کعبہ کی گستاخی کا الزام لگا تھا فوری طور پر گرفتار کر لیا گیا تھا اور باوجودیکہ تحقیقات کے بعد یہ ثابت ہو چکا تھا کہ اس پر لگایا جانے والا الزام سراسر بےبنیاد اور جھوٹا ہے اسے ضمانت پر رہا نہیں کیا جا رہا تھا۔ چنانچہ ایک سال سے کچھ زائد عرصہ تک اسیرِ راہِ مولیٰ رہنے کے بعد اس نوجوان پر لگایا جانے والا الزام غلط ثابت ہو گیا اور انہیں باعزت بری قرار دے دیا گیا۔

اس واقعہ کے بعد مُلّاں پارٹی نے زاہد الراشدی کی سرکردگی میں ختم نبوّت کی تنظیم کے دیگر مُلّاؤں کے ساتھ مل کر ایک جوائنٹ کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کا مقصد سانحہ گوجرانوالہ کے حملہ آوروں کو تحفظ فراہم کرنا تھا۔ اس کمیٹی نے قانونی امور کو حل کرنے کے لئے ایک اور کمیٹی بنائی جس نے حکومتی انتظامیہ سے ملاقاتیں کر کے انہیں حملہ آوروں کے خلاف کارروائی کرنے سے باز رہنے کا کہا۔ ابتداءً تو یہ لوگ اپنے مقصود کو حاصل کرنے میں کامیاب رہے کیونکہ کئی مہینے تک سانحہ گوجرانوالہ کے ذمہ داروں اور اس میں باقاعدہ طور پر شامل ہونے والوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی۔ یہاں تک کہ جب دہشت گردوں نے پشاور میں آرمی پبلک اسکول پر انتہائی ظالمانہ حملہ کیا تو حکومت نے اس حملہ کے بعد نیشنل ایکشن پلان تجویز کیا۔ اس نیشنل ایکشن پلان میں دہشت گردوں، شدّت پسندوں اور انتہا پسندوں کے خلاف بلاکسی تفریق کے کریک ڈاؤن کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد حکومتی انتظامیہ حرکت میں آئی اور سانحہ گوجرانوالہ کے بعض مجرموں پر ہاتھ ڈالا گیا۔

لیکن یہاں بھی انتظامیہ اس بات کی رعایت کرتی ہوئی صاف نظر آئی کہ نیشنل ایکشن پلان میں شدّت پسندوں پر ہاتھ ڈالنے کا جو عہد کیا گیا ہے اس سے یہ قطعًا مراد نہیں کہ احمدیوں پر حملہ کرنے والے لوگوں پر بھی نیشنل ایکشن پلان کی شقیں لاگو کی جائیں گی کیونکہ

☆ سینکڑوں افراد کے اس ہجوم میں سے صرف آٹھ لوگوں کو ایف آئی آر میں نامزد کیا گیا ہے۔ ان میں سے بھی تین کے بارہ میں پولیس نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ یہ معصوم ہیں۔ اس لئے انہیں رہا کر دیا گیا۔

☆ اس واقعہ کے بعد پولیس کی جانب سے کی جانے والی انکوائری کے مطابق کل ملا کر چونتیس ملزمان بآسانی ضمانت پر آزادانہ طور پر پھر رہے ہیں۔ ملّاں زاہد قادری جس نے باقاعدہ میگافون استعمال کرتے ہوئے ہجوم کو اشتعال دلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی اسے ستمبر 2015ء میں گرفتار کیا گیا تھا۔ لیکن اب وہ بھی ضمانت پر رہا ہو چکا ہے۔

☆ سمیع اللہ جو کہ بھاگ گیا تھا اور اسے اشتہاری قرار دے دیا گیا تھا اسے بالآخر 10/دسمبر کو رہا کیا گیا۔

☆ سب سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ اس واقعہ کے اصل ذمہ دار ملّاں جنہوں نے علی الاعلان اس سانحہ میں ملوّث قاتلوں اور لٹیروں کے حق میں آواز اٹھانے، ان کی خاطر حکومتی انتظامیہ پر دباؤ ڈالنے اور ان کے تحفظ کے لئے سب کچھ کر گزرنے کے عہد کیے اور ان پر عمل بھی کیا ان میں سے کسی کے بھی خلاف انتظامیہ کارروائی کرتی دکھائی نہیں دی!

ایک احمدی کی حالتِ زار

چمن آباد، ضلع راولپنڈی؛ دسمبر 2015ء: یہاں کے رہائشی مرید حسین نے 2000ء میں جماعتِ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ اس وقت سے انہیں اپنے گھر والوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ ایک مرتبہ انہیں شدید طور پر زدوکوب بھی کیا گیا۔ اب کی مرتبہ ان کے سسرال والوں نے ان کے دفتر انچارج کو یہ ’خبر‘ دی کہ مرید حسین ’قادیانی‘ ہو گیا ہے، اس سے پوچھ گچھ کی جائے۔ اس پر ان کے دفتر کی انتظامیہ نے مرید حسین سے مطالبہ کیا کہ وہ ایک بیانِ حلفی جمع کروائیں جس میں وہ اس کی تردید کریں۔ مرید حسین نے بیان حلفی جمع کروانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے مرید حسین کے مذہبی عقائد کے بارے میں بھی پوچھ گچھ کی اور انہیں اپنی رہائش اور دفتر کے علاوہ کسی اور جگہ جانے سے منع کر دیا۔ انتظامیہ نے مرید حسین کے کمرے کی تلاشی بھی لی اور ان کی جماعت احمدیہ سے ہونے والی خط وکتابت کے ریکارڈ کو ضبط کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

مخالفت پر تُلے ہوئے ہمسائے

چک نمبر 7ج ب، ضلع ننکانہ صاحب؛ 10/دسمبر 2015ء: اعجاز احمد خان کی فیملی اس گاؤں میں واحد احمدی فیملی ہے۔ انہیں احمدی ہونے کی وجہ سے شدید مخالفت کا سامنا ہے۔ 10/دسمبر کے روز تحریکِ ختمِ نبوّت سے تعلق رکھنے والے شرّ پسندوں نے یہاں ایک مجلس کی۔ انہوں نے ملّاں محمد عرفان برق کو تقریر کے لئے بلا رکھا تھا۔ اس نے اپنی تقریر میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف سبّ وشتم سے کام لیتے ہوئے نہایت نامناسب زبان استعمال کی اور عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارا۔ اس نے یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ احمدیوں کو قتل کرنے والا خدا تعالیٰ سے اجر کا مستحق قرار پاتا ہے: ’احمدی مردود ہیں اور مرتد واجب القتل ہوتا ہے۔‘ اس مجلس کے اختتام پر سوال وجواب بھی ہوئے۔ اس مرحلہ پر بھی یہ شقی القلب ملّاں احمدیوں کے خلاف جھوٹی باتیں کر کے انہیں برا بھلا کہتا رہا۔ اس مجلس کے بعد تو گاؤں کے لوگوں نے اعجاز احمد خان کے گھر والوں سے کلی طور پر مقاطعہ کر رکھا ہے۔ اعجاز کے خلاف گاؤں کی گلیوں میں ناروا زبان کا استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ اطلاعات بھی موصول ہوئی ہیں کہ گاؤں کے لوگ علاقہ کے شر پسندوں کو اس بات پر اکسا رہے ہیں کہ کوئی اعجاز احمد کے گھر پر حملہ کر کے ان کے گھر والوں کو جانی ومالی نقصان پہنچائے۔ اندریں حالات اعجاز احمد خان کا یہاں رہنا نہایت مشکل بنا دیا گیا ہے لیکن وہ بہت صبر اور حوصلہ کے ساتھ یہیں مقیم ہیں۔

ضلع حافظ آباد میں اینٹی احمدیہ کانفرنس

کوٹ شاہ عالم، ضلع حافظ آباد؛ 24/نومبر 2015ء: یہاں پر مخالفینِ احمدیت نے ختمِ نبوّت کانفرنس کروائی۔ اس کانفرنس میں اڑھائی سو کے قریب لوگوں نے شرکت کی جو اردگرد کے گاؤں سے بھی آئے ہوئے تھے۔ اس گاؤں میں چھ احمدی گھرانے ہیں جنہوں نے انتظامیہ کو کانفرنس سے پہلے ہی اطلاع دے رکھی تھی۔ اس لئے اس موقع پر چار پولیس اہلکار ڈیوٹی پر موجود تھے۔ لیکن اس کے باوجود مُلّاں نے اپنا وطیرہ نہ چھوڑا اور احمدیوں کے خلاف گندہ دہنی کرتے رہے۔

پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے حملوں کے بارہ میں یو ایس کمیشن فار انٹرنیشنل ریلیجئس فریڈم کی طرف سے

پریس ریلیز

واشنگٹن: یونائیٹڈ اسٹیٹس کمیشن فار انٹرنیشنل ریلیجئس فریڈم نے 30/نومبر کو درج ذیل فوری پریس ریلیز کا اجراء کیا:

”واشنگٹن ڈی سی۔ یونائیٹڈ اسٹیٹس کمیشن فار انٹرنیشنل ریلیجئس فریڈم (USCIRF) 21 اور 22 نومبر 2015ء کو پاکستان کے صوبہ پنجاب میں واقع ضلع جہلم میں احمدیوں کی ملکیتی فیکٹری اور ایک مسجد پر حملہ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔

USCIRF کے چیئرمین رابرٹ پی جورج (Robert P. George) نے کہا ہے کہ USCIRF پاکستان میں احمدی مسلمانوں پر ہونے والے حملوں کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ احمدیوں کو اپنی جان بچانے کے لئے اپنے گھروں سے بھاگنا پڑ رہا ہے۔ حکومتِ پاکستان نے علاقہ میں امن وامان کی صورتحال کو قائم کرنے کے لئے پاک فوج کو چارج دے دیا ہے جنہوں نے چالیس سے زائد شر پسندوں کو گرفتار بھی کر لیا ہے لیکن حکومت کا فرض بنتا ہے کہ معاشرہ کی بہتری اور لوگوں کے درمیان نفرتوں کو ابھارنے والے عناصر کے سدِّ باب کے لئے ضروری اقدامات کرے۔ اس بات کو یقینی بنانے کیلئے پہلے مرحلہ کے طور پر حکومت کو چاہیے کہ جماعتِ احمدیہ کو تحفظ فراہم کرے اور ملّاں کی نفرت انگیز اور پُرتشدّد تقاریر پر لگام ڈالی جائے۔“

یہاں پر جن حملوں کا ذکر آیا ہے یہ پاکستان چِپ بورڈ فیکٹری جہلم ہے۔ بعض شر پسندوں نے اس فیکٹری کے ایک احمدی ملازم پر یہ الزام لگایا تھا کہ اس نے نعوذ باللہ قرآن کریم کی بےحرمتی کی ہے۔ اور پاکستان کے قانون میں گستاخ قرآن کی سزا موت ہے۔ اس خبر کے پھیلنے کے بعد سینکڑوں کی تعداد میں لوگوں نے ایک ہجوم کی شکل میں فیکٹری پر دھاوا بول دیا اور اسے نذرِ آتش کر دیا۔ دیگر رپورٹس سے معلوم ہوا کہ ملّاں کی نفرت آمیز تقاریر اگلے ہی روز کالا گجراں میں جماعتِ احمدیہ کی مسجد پر حملہ کا باعث بنیں۔

کچھ پاکستان کے اخبارات سے

پاکستان کے اخبارات میں جن میں بطورِ خاص اردو اخبارات سرِفہرست ہیں آئے دن احمدیوں کے خلاف گلی محلّہ کے ملّاؤں کے بیانات کو دو کالمی اور سہ کالمی خبریں بنا کر شائع کیا جاتا ہے جو کہ سراسر جھوٹ اور ملمع سازی پر مبنی ہوتی ہیں۔ جبکہ احمدیوں کی طرف سے ان خبروں کا جواب یا تردید جو بلا ناغہ انہیں بھجوائے جاتے ہیں کوئی شائع کرنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اس کا واضح نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملّاں اپنی مرضی کے مطابق احمدیوں کی تصویر عوام کے سامنے پیش کر کے احمدیوں کے خلاف سادہ لوح عوام کو گمراہ کرنے اور مذہبی غیرت کے نام پر ان کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اور غالبًا آج یہی ان کا مقصود ومطلوب وتمنّا بن چکا ہے۔

چنانچہ روزنامہ اوصاف لاہور نے اپنی اتوار 27/دسمبر کی اشاعت میں اور روزنامہ خبریں لاہور نے اپنی 28/دسمبر کی اشاعت میں ایسی ہی گمراہ کُن، جھوٹ اور افتراء پر مبنی اشتعال انگیز خبریں شائع کیں۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت چودھری محمد خان صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23رمئی 2011ء میں مکرم نصیر احمد وڑائچ صاحب کے قلم سے اُن کے والد حضرت چودھری محمد خان صاحبؓ آف شیخ پور وڑائچاں ضلع گجرات کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

ضلع گجرات کے ایک گاؤں شیخ پور وڑائچاں میں ایک بزرگ میاں میراں بخش صاحب پرائمری ٹیچر تھے اور نہایت اعلیٰ درجہ کے حکیم بھی تھے۔ اُن کے ایک بیٹے ڈاکٹر محمد علی صاحب بسلسلہ کاروبار افریقہ گئے اور ممباسہ میں قیام کے دوران انہوں نے اپنے والد محترم کو خط لکھا کہ قادیان میں غلام احمد نامی شخص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، آپ وہاں جاکر اُن سے ملیں اور صورتحال سے مجھے اطلاع دیں۔ لیکن میرا بخش صاحب نے نہ صرف قادیان کا قصد نہ کیا بلکہ بیٹے کے خط کا جواب بھی نہ دیا۔ چند ماہ بعد بیٹے نے دوسرا خط لکھا کہ مَیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرلی ہے، آپ بھی قادیان جاکر حضورؑ سے ملاقات کریں۔ اس کے بعد میاں میرا بخش صاحب قادیان گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت سے مشرّف ہوکر واپس آئے۔ آپؓ نے بتایا کہ جب مَیں قادیان پہنچا تو مجلس لگی ہوئی تھی۔ حضورؑ لوگوں کے سوالات کے جواب دے رہے تھے۔ ہر جواب کے ساتھ میری تسکین ہوتی جارہی تھی اور آخر مَیں نے دل میں احمدیت کی سچائی کو محسوس کرلیا لیکن خیال آیا کہ حضورؑ اپنی آنکھیں نہیں کھول سکتے اور خدا کا رسول نابینا نہیں ہوسکتا۔ جونہی میرے دل میں یہ خیال اُٹھا اُسی وقت حضورؑ نے پوری آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھا۔ حضورؑ کی آنکھیں اتنی موٹی اور خوبصورت تھیں کہ مَیں اپنی سوچ پر دل میں سخت شرمندہ ہوا اور بیعت کرلی۔ پھر تین دن وہاں رہا اور واپس گاؤں آکر بیٹے کو تفصیل لکھ دی اور دوسری طرف اپنے دوستوں میں تبلیغ شروع کردی۔

حضرت میاں میرا بخش صاحبؓ کے دوستوں میں چودھری محمد خان صاحب نمبردار بھی شامل تھے جو اپنے علاقہ میں نہایت بارسوخ شخص تھے اور اپنے پانچ بھائیوں میں بڑے ہونے اور خاندانی مصروفیات کی وجہ سے دنیاداری میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اس لئے طبعاً مخالفت کی طرف رجحان تھا۔ 1905ء میں آپ نے گاؤں میں احمدیوں سے ایک مناظرہ کروایا جس کا کوئی نتیجہ نہ نکل سکا۔ لیکن اس کے چند روز بعد آپ کو راستہ میں حضرت میاں میراں بخش صاحبؓ اور اُن کے بیٹے حضرت ڈاکٹر محمد علی صاحبؓ مل گئے اور انہوں نے نہایت محبت اور لجاجت سے اپنے تعلقات کا واسطہ دیتے ہوئے کچھ باتیں پیش کیں اور حدیث اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ کا ذکر کیا۔ دل پر ان باتوں نے اور احمدیوں کے انداز نے ایسا اثر کیا کہ آپ اُنہی مولانا صاحب کے پاس پہنچے جنہوں نے احمدیوں سے مناظرہ کیا تھا۔ جب آپ نے احمدیوں کے دلائل اُن کے سامنے رکھے تو وہ سخت ناراض ہوئے۔ آپ واپس آگئے تو معلوم ہوا کہ دو دیگر افراد بھی بیعت کے لئے قادیان جانے والے ہیں۔ چنانچہ آپ بھی اُن کے ہمراہ چلے گئے۔ ارادہ یہ تھا کہ زیارت کرلیں گے مگر بیعت نہیں کریں گے۔ جب یہ قافلہ امرتسر پہنچا تو چند مخالفین نے اِن کو بتایا کہ فنانشل کمشنر قادیان گیا ہے تاکہ مرزا صاحب کو گرفتار کرکے لے آئے اس لئے آپ لوگ یہیں انتظار کرلیں اور بےسُود قادیان نہ جائیں۔ چنانچہ آپ نے چند گھنٹے انتظار کیا لیکن پھر بٹالہ روانہ ہوگئے۔ بٹالہ سے قادیان کے لئے یکّہ حاصل کیا۔ یکّہ بان احمدی نہیں تھا۔ اُس نے بھی تصدیق کی کہ فنانشل کمشنر قادیان گئے ہیں لیکن مزید کہا کہ یہ خبر غلط ہے کہ وہ مرزا صاحب جیسی ہستی کو ہتھکڑی پہنا سکے کیونکہ اُن کی غلامی تو بڑے بڑے عقلمند اور فاضل اپنے لئے باعث فخر خیال کرتے ہیں۔

جب آپ قادیان پہنچے اور مسجد مبارک میں گئے تو وہاں بعض بزرگان سے ملاقات ہوئی جنہوں نے آپ کے اعتراضات کے تسلّی بخش جواب دیئے۔ پھر ہم نے حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر ہم اندر گئے تو حضورؑ نواڑ کے پلنگ پر تشریف فرما تھے اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایک کھٹولے پر بیٹھے تھے۔ مَیں نے السلام علیکم عرض کیا اور اپنی حیثیت کا خیال کرکے نیچے بیٹھنا چاہا تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ نیچے نہ بیٹھیں، میرے پاس بیٹھیں۔ اس پر حضورؑ نے فرمایا کہ نہیں، میرے پاس بیٹھیں۔ لیکن مَیں اپنی کم حیثیتی کی وجہ سے حضورؑ کے فرمان کی اطاعت نہ کرسکا۔ جس پر دوبارہ حضورؑ نے ارشاد فرمایا۔ مجھے کچھ ہچکچاہٹ تھی کہ مفتی صاحب نے فرمایا بیٹھ جائیں، کوئی حرج نہیں، اب حضور کا ارشاد ہے۔ چنانچہ مَیں حضورؑ کے قریب بیٹھ گیا۔

حضرت چودھری صاحبؓ حلفاً بیان فرماتے ہیں کہ پہلے تعارف ہوا تو مجھے وہ تمام نشانیاں روشن نظر آنے لگیں جو بیان کی جاتی تھیں۔ گندم گوں رنگ، سیدھے بال کشادہ پیشانی، بولتے وقت ہاتھ سینوں کے ساتھ دبانا...... چنانچہ مَیں نے بیعت قبول فرمانے کی درخواست کی۔ حضورؑ نے چار پانچ دن ٹھہرنے کا ارشاد فرمایا۔ مَیں نے دوبارہ عرض کیا تو حضورؑ نے اپنا ارشاد دہرایا۔ مَیں نے عرض کیا کہ حضور خبر نہیں کہ کل ہی دَم نکل جائے۔ اس پر حضورؑ نے بیعت لی۔ یہ 1905ء کا سال تھا۔ اس کے بعد شیخ پور میں کثرت سے بیعتیں ہوئیں اور ایک مضبوط جماعت قائم ہوگئی۔

حضرت چودھری صاحبؓ کی مالی قربانی کا ذکر یوں آتا ہے کہ آپ کبھی گِن کر چندہ نہیں دیتے تھے بلکہ چاندی کے روپوں کی دو تین مٹھّیاں بھر کر سیکرٹری مال کو دیدیتے۔

حضرت چودھری صاحبؓ اندازاً 1877ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپؓ نے فروری 1942ء میں بعمر 65 سال وفات پائی۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے آٹھ بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا۔

محترم سیّد رفیق احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23رمئی 2011ء میں مکرم سیّد حنیف احمد صاحب کے قلم سے اُن کے والد محترم سیّد رفیق احمد صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت حافظ سیّد باغ علی صاحب ایک نیک طینت اور تعلق باللہ والے انسان تھے۔ اپنی زمین پر مسجد تعمیر کروائی، مسافرخانہ اور کنواں بھی بنوایا اور مسجد کی خدمت کے لئے اپنی زمین پر دو خاندان بھی آباد کئے۔ مسجد میں خود اذان دیتے اور امامت کرواتے۔ جب آپ کے کان میں حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی اطلاع پہنچی تو فوراً قادیان جاکر بیعت کرلی اور واپس آکر اپنی بیعت کا اعلان کردیا۔ اس پر شدید مخالفت شروع ہوئی۔ گالی گلوچ اور مارپٹائی تک بھی نوبت پہنچ جاتی۔ آخر پنچائت نے آپؓ کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا۔ یہ بائیکاٹ اتنا شدید تھا کہ مسلح افراد پہرہ دیتے کہ کوئی چیز آپؓ تک نہ پہنچ سکے۔ اس دوران آپؓ کے دو بیٹے بھی فوت ہوگئے جن کی تدفین صحن میں ہی کرنی پڑی حالانکہ گاؤں کے قبرستان کے لئے زمین آپؓ ہی نے ہبہ کی تھی۔ بائیکاٹ کے چھٹے سال آپؓ کے ہاں ایک بیٹا سیّد رفیق احمد پیدا ہوا۔ اس بیٹے نے گھر کے باہر شدید دشمنی کا اور گھر کے اندر تقویٰ اور دعاؤں کا ماحول دیکھا۔ لڑکپن میں ہی نہایت دیندار اور متّقی تھا اسی لئے مولوی مشہور تھا۔

مکرم سیّد رفیق احمد صاحب کے بڑے بھائی مکرم سیّد صدیق احمد صاحب جامعہ احمدیہ میں زیرتعلیم تھے۔ آپ نے بھی اپنے والد (محترم سیّد باغ علی صاحبؓ) سے جامعہ میں جانے کی اجازت چاہی تو والد نے جواب دیا کہ وہ اتنا خرچ برداشت نہیں کرسکتے۔ اس پر آپ نے عرض کیا کہ جس قدر خرچ دے سکتے ہیں وہ دیدیں باقی مَیں خود گزارہ کرلوں گا۔ چنانچہ 1948ء میں آپ جامعہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ اسی سال فرقان فورس کے تحت تین ماہ تک کشمیر کے محاذ پر بھی رہے۔

وہ بڑی غربت کا زمانہ تھا۔ آپ گاؤں سے گُڑ لے آئے جسے سالن کے طور پر استعمال کرتے۔ رات کو سردی سے بچنے کے لئے تنور کے پاس لیٹتے۔ شاہد کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے فاضل عربی کا امتحان بھی پاس کرلیا۔ پھر زندگی وقف کردی لیکن نظر کی کمزوری کی وجہ سے وقف میں قبول نہ کئے گئے۔ اس پر آپ نے میٹرک کیا اور پھر P.T.C. کا کورس کرکے بطور ٹیچر ملازمت اختیار کرلی۔ پھر دورانِ ملازمت F.A.، B.A. اور M.A. بھی کیا۔ آپ کا مطالعہ بہت وسیع تھا خصوصاً قرآن کریم کے مضامین کا وسیع علم تھا۔ روزانہ لمبی تلاوت کرنا اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے درجنوں صفحات کا مطالعہ کرنا معمول تھا۔ خدمت دین کا جذبہ بھی بہت تھا چنانچہ خدام اور پھر انصار کے قائد ضلع رہے۔ ضلعی عاملہ میں سیکرٹری اصلاح و ارشاد اور سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر بھی سالہاسال خدمت کی توفیق پائی۔ آپ اکثر سکول سے ہی چھٹی کے بعد دورہ پر جاتے اور اگلے روز سیدھے سکول پہنچتے۔

خدمت خلق کا بہت شوق تھا۔ گاؤں والوں کی خدمت کے لئے آپ نے ڈسپنسری کی مہارت بھی حاصل کی۔ ہومیوپیتھک کا کورس کیا لیکن کبھی مریض سے پیسے نہ لیتے۔ کئی طلباء کو اپنے گھر پر ٹیوشن پڑھاتے مگر ٹیوشن فیس نہ لیتے۔ کئی لوگ آپ سے قرض لیتے لیکن پھر واپس نہ کرسکتے اور اس وجہ سے آپ کو شدید مالی تنگی کا سامنا بھی کرنا پڑتا لیکن کبھی قرض خواہ سے تقاضا نہ کرتے۔ مہمان نواز بھی انتہا درجہ کے تھے۔ جماعتی مہمانوں کے لئے تو ہمارا گھر مہمان خانہ تھا ہی لیکن آپ اپنی سائیکل پر مہمانوں کو قریبی دیہات میں لے جانے اور دورہ کروانے کی خدمت بھی بخوشی سرانجام دیا کرتے۔ اس کے علاوہ آپ کے کئی پرانے طالبعلم جو گجرات کے ضلع ہونے کے باعث کسی کام سے آتے وہ بلاتکلّف آپ کے ہاں قیام کرتے۔

محترم سیّد رفیق احمد صاحب نماز کی خود بھی انتہائی پابندی کرتے اور اپنی اولاد سے بھی کرواتے۔ ہر کام حتّٰی کہ فصل کی کٹائی یا مکان کی تعمیر بھی درمیان میں روک دیتے اور مالی نقصان کی پرواہ کئے بغیر نماز وقت پر ادا کرتے۔ بتایا کرتے تھے کہ آپ نے لڑکپن میں تہجّد شروع کی تھی اور پھر ہمیشہ اس کی پابندی کی۔ گاؤں میں اپنے گھر کے ساتھ مرکز کی اجازت سے ایک چھوٹی مسجد بھی تعمیر کروائی جس میں خود اذان دیتے اور نماز کی امامت بھی کرواتے۔

جب آپ نے ربوہ میں رہائش اختیار کی تو جس محلّہ میں رہے وہاں پر امام مسجد مقرر رہے۔ کچھ عرصہ نظارت تعلیم القرآن و وقف عارضی میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مختلف اضلاع سے آنے والوں کو ترجمہ قرآن اور عربی گرائمر پڑھاتے۔ مسجد مبارک میں بھی قرآن کریم کی کلاس لیتے۔ مجلس انصاراللہ پاکستان کے شعبہ اصلاح وارشاد میں نائب قائد بھی رہے۔

20رمارچ 2011ء کو آپ کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28رمئی 2011ء میں مکرم انصر رضا صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے جو اُس واقعہ کے پس منظر میں کہی گئی ہے جب ایک احمدی شہید کی بیوہ نے لاہور کی احمدیہ مساجد میں ہونے والی دہشتگردی کے بعد اس سانحہ سے اگلے ہی جمعہ اپنے بیٹے کو اُسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے بھیجا اور نصیحت کی کہ اُسی جگہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنا جہاں تمہارے والد کی شہادت ہوئی تھی۔ اس عظیم ماں کی نذر اس نظم میں سے ایک انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نمازِ جمعہ کو پچھلے جمعے جہاں گئے تھے تمہارے بابا
اُسی جگہ پہ نماز پڑھنا جہاں کھڑے تھے تمہارے بابا
خدا سے کہنا کہ میرے مالک! مجھے بھی اس رہ پر چلانا
یہی ہے دائم حیات کی راہ جہاں چلے تھے تمہارے بابا
وہی دعاؤں کے تیر لے کر وہی دلائل کی تیغ لے کر
وہیں سے للکارنا عدُو کو جہاں لڑے تھے تمہارے بابا
نشانِ منزل نہیں ہے بیٹا نشانِ راہ ہیں یہ سُرخ چھینٹے
وہاں سے آغاز تم کرو گے جہاں رُکے تھے تمہارے بابا
ہے احمدیت کی رُوح خلافت، جو وہ ہے باقی تو سب ہے باقی
ہو تم بھی اس پہ فدا کہ جس پہ فِدا ہوئے تھے تمہارے بابا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17 ستمبر 2011ء میں مکرم مبارک طاہر صاحب کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کے حوالہ سے کہی جانے والی اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

ہم بھی دلبر کی پیاری صحبت میں
چند لمحے گزار آئے ہیں
دیکھ کر ان کا چہرۂ روشن
زنگ دل کا اتار آئے ہیں
صبح دیکھا ہے ، شام بھی دیکھا
خوش بہت ، مشکبار آئے ہیں
دست بوسی ، معانقے بھی ہوئے
عاقبت یوں سنوار آئے ہیں
خوش نصیبی ہے آپ کی طاہر
کر کے دیدارِ یار آئے ہیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 29, 2016 – May 5, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 29, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 65-83 with Urdu translation.
00:40	Dars Majmooa Ishteharaat
01:10	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 7.
01:30	Huzoor's Address To US Congress: Recorded on July 1, 2012.
02:00	Spanish Service
02:30	Pushto Muzakarah
03:10	Ilmul Abdaan
03:30	Tarjamatul Qur'an Class: Verses 88-110 of Surah Aale Imraan by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 41. Recorded on March 8, 1995.
04:20	Ilmul Abdaan [R]
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 62.
06:00	Tilawat: Surah Az-Zukhruf, verses 84-90 and Surah Ad-Dukhaan, verses 1-14 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 8.
07:00	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on July 1, 2012.
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on April 23, 2016.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 131-137 and 138-142.
13:50	Seerat-un-Nabi
14:35	Shotter Shondhane: Recorded on May 27, 2012.
15:35	Sultan Of Science
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:40	Open Forum
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday April 30, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Yassarnal Qur'an
00:55	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 29, 2016.
03:15	Rah-e-Huda: Recorded on April 23, 2016.
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session no. 63.
06:00	Tilawat: Surah Ad-Dukhaan, verses 15-39 with Urdu translation.
06:10	In His Own Words
06:40	Al-Tarteel: Lesson no. 33.
07:05	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 14, 2014.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer Session: Recorded on May 24, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 143-146 and 147-154.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 189.
20:30	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday May 1, 2016

00:05	World News
00:20	Tilawat
00:30	In His Own Words
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on April 29, 2016.
04:00	The Bigger Picture: Recorded on March 15, 2016.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 64.
06:00	Tilawat: Surah Ad-Dukhaan, verses 40-60 with Urdu translation.
06:10	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:20	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 8.
06:45	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on February 3, 2013.
07:50	Faith Matters: Programme no. 189.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on January 9, 2015.
12:10	Tilawat
12:25	Yassarnal Qur'an [R]
12:55	Friday Sermon [R]
14:05	Shotter Shondhane: Recorded on May 27, 2012.
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:10	Guftugu
16:30	Kids Time: Programme no. 29.
17:15	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:35	Roots To Branches
21:00	Guftugu [R]
21:20	Jamia Ahmadiyya
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday May 2, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
00:45	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 8.
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on February 3, 2013.
02:20	Roots To Branches
03:00	Friday Sermon: Recorded on April 29, 2016.
04:10	Jamia Ahmadiyya
04:50	Liqa Ma'al Arab: Session 65.
06:00	Tilawat: Surah Al-Jaatiyah, verses 1-13.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 33.
07:00	Huzoor's Reception In Canada: Recorded on July 16, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on December 1, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on December 4, 2015
11:10	Jalsa Salana Speeches: Recorded on December 28, 2015.
11:55	Tilawat
12:05	Al-Tarteel [R]
12:35	Friday Sermon: Recorded on June 11, 2010.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	The Bigger Picture
16:50	Ahmadiyyat In Australia
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:20	Huzoor's Reception In Canada [R]
18:55	Dars-e-Hadith [R]
19:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
19:25	Somali Service
20:00	An Introduction Of Ahmadiyyat
20:55	Servants Of Allah: The life of Bashir Ahmad Orchard Shaib.
21:45	Friday Sermon [R]
23:15	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday May 3, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40	Al-Tarteel
01:05	Hamari Taleem
01:30	Huzoor's Reception In Canada: Recorded on July 16, 2012.
02:30	Friday Sermon
04:15	In His Own Words
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 66.
06:00	Tilawat: Surah Al-Jaatiyah, verses 14-23 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 9.
07:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on February 3, 2013.
08:15	Noor-e-Mustafwi
08:35	Open Forum
09:15	Question And Answer Session: Recorded on April 30, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 29, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Al-Baqarah, verses 179-186.
12:10	In His Own Words
12:45	Yassarnal Qur'an [R]
13:10	Faith Matters: Programme no. 189.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Spanish Service
15:40	Open Forum
16:15	Food For Thought
17:00	Aao Kahani Sunain
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 29, 2016.
20:30	The Bigger Picture
21:20	Noor-e-Mustafwi
21:45	Australian Service
22:15	Faith Matters [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Wednesday May 4, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:25	Dars Majmooa Ishteharaat
00:55	Yassarnal Qur'an
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal Class
02:30	Aao Kahani Sunain
03:25	Noor-e-Mustafwi
03:40	Food For Thought
04:20	Australian Service
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 68.
06:00	Tilawat: Surah Al-Jaathiyah, verses 24-32 and 33-38 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 33.
07:00	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on June 15, 2014.
08:30	Roohani Khazaa'in Quiz
08:55	Question And Answer Session: Recorded on September 14, 1990.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 29, 2016.
12:10	Tilawat
12:25	Al-Tarteel [R]
12:55	Friday Sermon: Recorded on June 4, 2010.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45	Kids Time: Programme no. 27.
16:20	Roohani Khazaa'in Quiz [R]
16:40	Faith Matters: Programme no. 188.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:45	French Service
20:50	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on April 30, 2016.

Thursday May 5, 2016

00:15	World News
00:35	Tilawat
00:45	In His Own Words
01:20	Huzoor's Jalsa Salana Address
02:45	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:20	Open Forum
04:00	Faith Matters: Programme no. 188.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 69.
06:05	Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:50	Yassarnal Qur;an: Lesson no. 9.
07:20	Inauguration Of Aiwane Tahir: Recorded on July 26, 2012.
08:10	In His Own Words
08:40	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on March 8, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Japanese Service
11:35	Ahmadiyyat In Spain
12:00	Tilawat
12:10	Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:40	Yassarnal Qur'an [R]
13:05	Beacon OF Truth: Recorded on April 24, 2016.
14:05	Friday Sermon: Recorded on April 29, 2016.
15:05	Reality Of Miraj
15:55	Persian Service
16:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:20	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:30	Faith Matters [R]
21:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:35	Beacon Of Truth [R]
23:40	World News

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 29 April, 2016 | Issue No. 18

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام کا مشن یا آپ کے سلسلہ کا قیام صرف اسی بات کو منوانے کے لئے نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اب آسمان سے کسی مسیح نے نہیں آنا بلکہ اس سے بہت بڑھ کر آپ کی بعثت کا یہ مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا ادراک رکھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ پر چلنے والے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ وہ لوگ پیدا ہوں جو عملی نمونوں کی ایک مثال ہوں۔ پس ہر احمدی جو چاہے دنیا کے کسی بھی حصے اور خطے میں رہ رہا ہو اس کا فرض بنتا ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سامنے رکھے۔

جس نے بھی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو مانا ہے اسے ان باتوں کا خیال رکھنا ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑ کر اس کی توحید کو کس طرح قائم کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا میں کس طرح قائم کرنا ہے۔ حقوق العباد کس طرح ادا کرنے ہیں۔ پس آپ جو بنگلہ دیش میں اپنے جلسے میں بیٹھے میری باتیں سن رہے ہیں اس بات کو اپنے ذہن میں بٹھا کر یہ عہد کریں کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے آپ نے ایک نمونہ بنانا ہے۔ ان باتوں کا صحیح علم اور ادراک حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی تحریرات اور ارشادات اور فرمودات سے مدد لینی ہوگی۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح

جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے 92ویں جلسہ سالانہ کے موقع پر 07 فروری 2016ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال بیت الفتوح لندن سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی ذرائع سے براہ راست اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنگلہ دیش کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ جلسہ سالانہ پر وہاں شاملین نے مقررین کی تقریریں بھی سنی ہوں گی اور مجھے امید ہے کہ مقررین نے اپنی تقاریر میں جلسہ سالانہ کے مقاصد اور علمی اور تربیتی مضامین بیان کئے ہوں گے۔ جلسہ سالانہ کے مقاصد جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں خلاصۃً وہ یہ ہیں کہ ہر وہ احمدی جو جلسہ میں شامل ہونے والا ہے وہ خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی معرفت میں ترقی کرے اور اپنے اندر عملی تبدیلی پیدا کرے۔ وہ عملی تبدیلی جس کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا اور اپنے ماننے والوں میں وہ تبدیلی پیدا کی جس کے نمونے ہمیں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں نظر آتے ہیں اور یہی نمونے قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بھی احسان فرمایا ہے کہ

نوٹ! بنگلہ ترجمہ ہونے سے رہ گیا تھا۔ اس لئے حضور انور نے محترم فیروز عالم صاحب سے دریافت فرمایا کہ (یاد ہے جتنا میں نے کہا ہے یا دوبارہ نئے سرے سے بولنا پڑے گا؟ پہلے بتانا تھا ناں۔ پہلے آپ اس طرف کھڑے ہوتے ہیں اب یہاں چھپ کے کھڑے ہو گئے ہیں۔)

فرمایا: نئے سرے سے وہی باتیں کرنی پڑیں گی۔ ایک تو یہ بتا دیں ناں کہ جلسہ سالانہ ختم ہو رہا ہے اس میں مقررین نے جو تقاریر کی ہیں ان میں علمی اور تربیتی مضامین بیان کئے ہوں گے۔ جلسہ سالانہ کے مقاصد جو حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں وہ خلاصۃً یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی معرفت میں ترقی ہو اور عملی تبدیلی پیدا کی جائے۔ وہ عملی تبدیلی جس کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا۔ اور اپنے ماننے والوں میں وہ تبدیلی پیدا کی جس کے نمونے ہمیں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں نظر آتے ہیں۔ اور یہی نمونے قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو بھیجا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ بھی احسان فرمایا ہے کہ

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے مشن کو جاری رکھنے کے لئے ہم میں خلافت کا نظام جاری فرمایا۔ جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوۃ والسلام کا مشن یا آپ کے سلسلہ کا قیام صرف اسی بات کو منوانے کے لئے نہیں تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور اب آسمان سے کسی مسیح نے نہیں آنا بلکہ اس سے بہت بڑھ کر آپ کی بعثت کا یہ مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا ادراک رکھنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے والے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے لوگ پیدا ہوں۔ وہ لوگ پیدا ہوں جو عملی نمونوں کی ایک مثال ہوں۔

پس ہر احمدی جو چاہے دنیا کے کسی بھی حصے اور خطے میں رہ رہا ہو اس کا فرض بنتا ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سامنے رکھے۔ ہر وقت اس بات کو دہراتا رہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام بندے کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کے لئے آئے تھے۔ آپ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق اور عاشق صادق کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دنیا میں قائم کرنے آئے تھے۔ دنیا کو بتانے آئے تھے کہ اب خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ صرف اور صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو سمجھنے کے لئے اس سے تعلق جوڑنے کے لئے اب وسیلہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی خوبصورت تعلیم کے مطابق انسان کو انسان کے ایک دوسرے پر حقوق بتا کر اپنے ماننے والوں میں اس کے عملی نمونے قائم کرنے کے لئے آئے تھے۔

پس جب تک ہم میں سے ہر ایک ان باتوں کو نہیں سمجھے گا اس کا جلسہ میں شامل ہو کر نعرے لگانا بے فائدہ ہے۔ وقتی جوش دکھا کر اور نعرے لگا کر ہم اپنی حالتوں میں مستقل تبدیلیاں پیدا نہیں کر سکتے۔ جس نے بھی حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو مانا ہے، چاہے وہ بنگالی ہے یا ہندوستانی یا عرب یا یورپین یا جزائر میں رہنے والا، اسے ان باتوں کا خیال رکھنا ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑ کر اس کی توحید کو کس طرح قائم کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا میں کس طرح قائم کرنا ہے۔ حقوق العباد کس طرح ادا کرنے ہیں۔

پس آپ جو بنگلہ دیش میں اپنے جلسے میں بیٹھے میری باتیں سن رہے ہیں اس بات کو اپنے ذہن میں بٹھا کر یہ عہد کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے آپ نے ایک نمونہ بننا ہے۔ جب تک ہمارے عملی نمونے قائم نہیں ہوں گے نہ ہی ہماری عملی اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ ہی تبلیغ کے میدانوں میں ہمیں کامیابی مل سکتی ہے۔ ان باتوں کا صحیح علم اور اِدراک حاصل کرنے کے لئے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات اور ارشادات اور فرمودات سے مدد لینی ہوگی۔ پس اس حوالے سے میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے بعض ارشادات پیش کروں گا اور یہی ہمارے لئے لائحہ عمل ہیں اور ان پر عمل ہی اور ان کا حقیقی ادارک ہی ہمیں حقیقی مسلمان بناتا ہے اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی جماعت میں حقیقی رنگ میں شامل ہونے والا بناتا ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

"یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بُت ہو۔ خواہ انسان ہو۔ خواہ سورج ہو" پاک رکھے۔ آپ نے فرمایا "خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو" (اس شرک سے) "منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا۔ کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی مُعِزّ اور مُذِلّ خیال نہ کرنا" (یعنی ہمیشہ ذہن میں یہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ ہی عزتیں دینے والا ہے اور اگر انسان غلط کام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی ذلیل کرتا ہے۔) "کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا۔ اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اُسی سے خاص کرنا۔ اپنی اُمّیدیں اُسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اُسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر اِن تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔" مزید فرمایا کہ "اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اُس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔" (یعنی ساری چیزیں جو ہیں وہ ہلاک ہونے والی ہیں، ختم ہونے والی ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر سب جھوٹ ہے۔) "دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذاتِ باری کسی میں قرار نہ دینا۔" (وہی ہے جو ہمارا رب ہے، ہماری پرورش کرنے والا ہے اور وہی ہے جس کی ہم نے عبادت کرنی ہے اور وہی ایک معبود ہے) "اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں یہ اُسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔ تیسرے

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں